ماہنامہ

خالد

احمدی نوجوانوں کیلئے

مدیر
اسفندیار منیب

اکتوبر 2001ء

مہمانِ خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر مقامی صنعتی نمائش 2001ء کی اختتامی تقریب میں سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔
آپ کے دائیں طرف محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان اور بائیں طرف مکرم نصیر احمد صاحب انجم ناظم اعلیٰ تشریف فرما ہیں
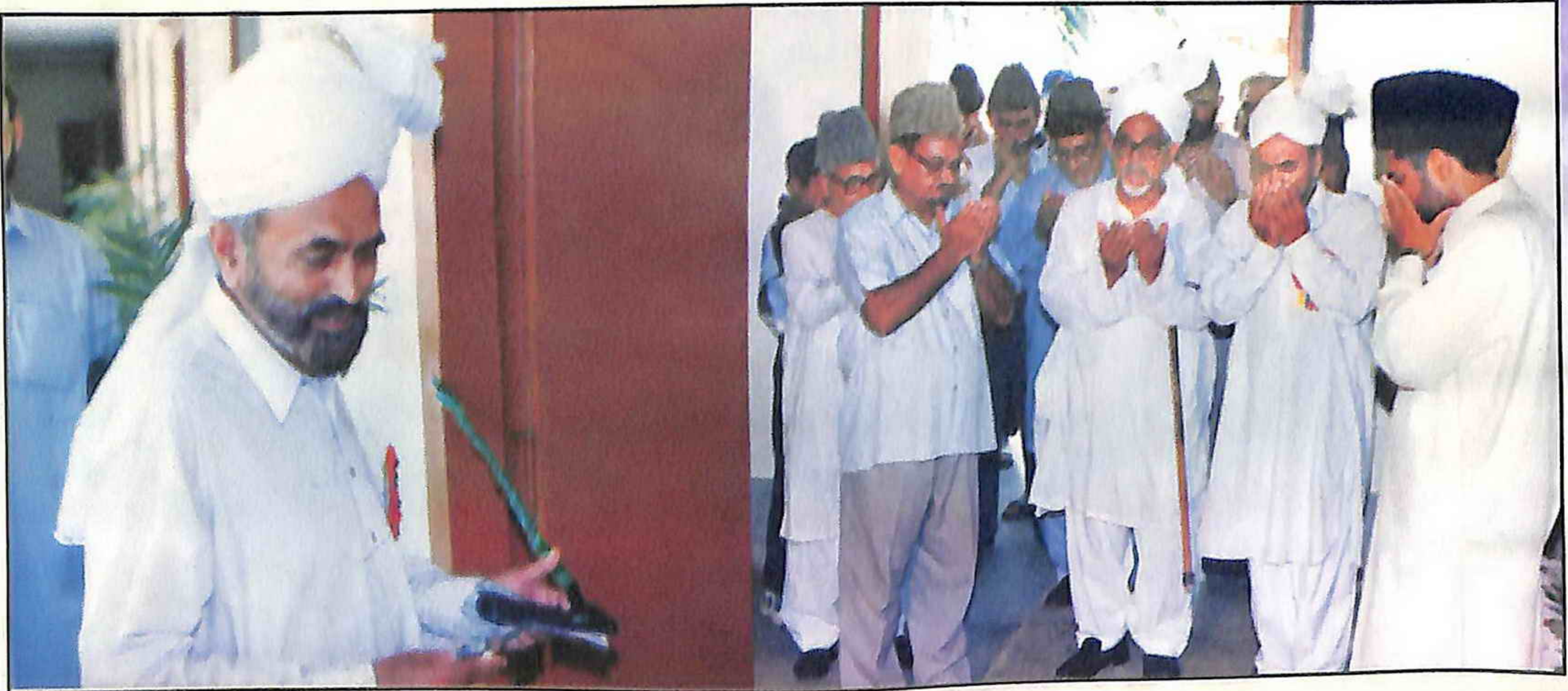
محترم مولانا بشیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القران نمائش کا افتتاح کرتے ہوئے۔

محترم مہمان خصوصی
صنعتی نمائش
کا معائنہ
کرتے ہوئے

محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
عہد دہرا رہے ہیں

مکرم ناظم صاحب اعلیٰ صنعتی نمائش
کی رپورٹ پیش کر رہے ہیں
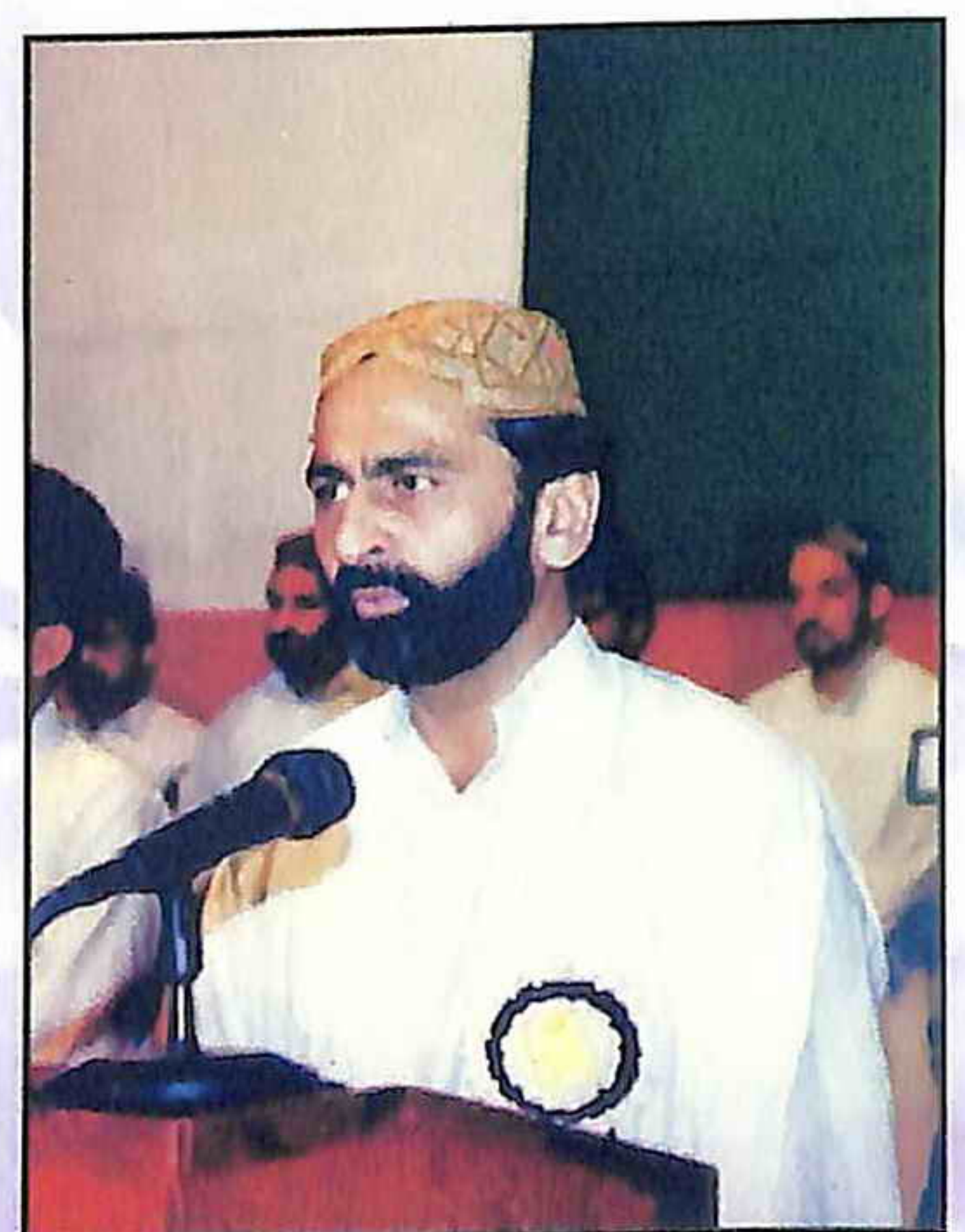
اکتوبر 2001ء اخاء 1380ھش

جمعہ	جمعرات	بدھ	منگل	سوموار	اتوار	ہفتہ
5	4	3	2	1		
12	11	10	9	8	7	6
19	18	17	16	15	14	13
26	25	24	23	22	21	20
	31	30	29	28	27	

صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد

نظم 1

سیرت النبی ﷺ 2

رپورٹ جلسہ سالانہ 4

تعارف کتب 8

سیرت حضرت مسیح موعودؑ 9

تحریک جدید کی اہمیت 11

ہیپاٹائٹس بی اور سی 13

خواجہ حیدر علی آتش 18

رپورٹ تربیتی کلاس 20

حادثاتی ایجادات 22

عربی شاعری 24

غزل 27

پہلی خلاباز خاتون 28

جستہ جستہ 32

تبصرہ کتب 33

رپورٹ صنعتی نمائش 34

کمپیوٹر ڈیسک 39

قیمت ۱۰ روپے ..... سالانہ ۱۰۰
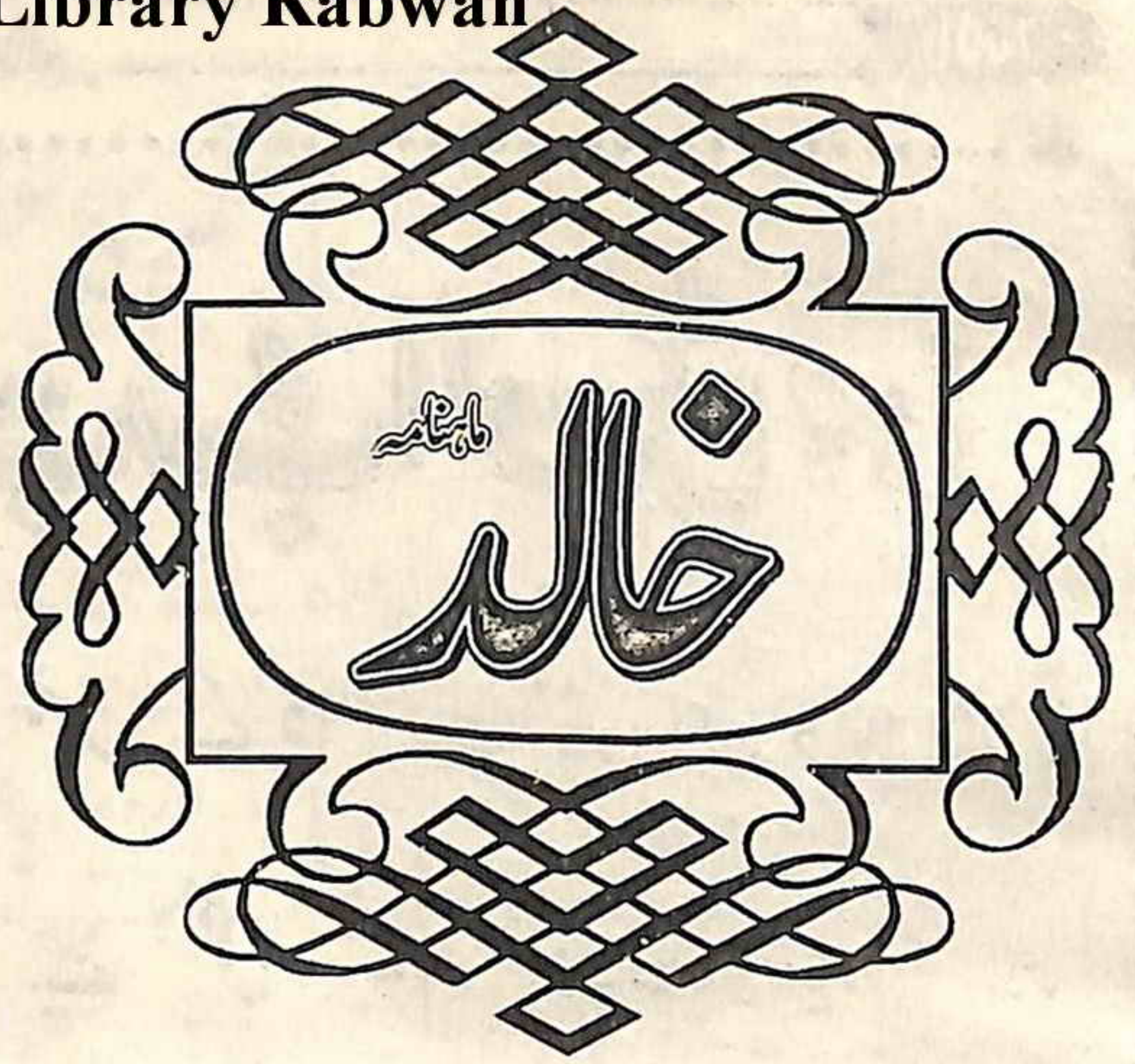
جلد نمبر 48 شمارہ نمبر 10

اکتوبر 2001ء

مدیر

اسفندیار منیب

نائبین

منصور احمد نور الدین - فرید احمد ناصر

معاونین

احمد طاہر مرزا - میر انجم پرویز

کمپوزنگ: اقبال احمد زبیر

ٹائٹل پیج لے آؤٹ: شیخ نصیر احمد

پبلشر: قمر احمد محمود

مینیجر: سلطان احمد خالد

پرنٹر: قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس چناب نگر (ربوہ)

مقام اشاعت: ایوان محمود دار الصدر جنوبی

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربُّ الوریٰ ہوا

ہے شکر ربِّ عزّ وجل خارج از بیاں
جس کے کلام سے ہمیں اس کا ملا نشاں

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

موجوں سے اسکی پردے وساوس کے پھٹ گئے
جو کفر اور فسق کے ٹیلے تھے کٹ گئے

اے سونے والو! جاگو کہ وقتِ بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اس لئے کہ عاشقِ یار یگانہ ہیں

جن کو نشانِ حضرت باری ہوا نصیب
وہ اس جناب پاک سے ہر دم ہوئے قریب

جو کچھ مری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی

کچھ ایسا فضل حضرتِ ربُّ الوریٰ ہوا
سب دشمنوں کے دیکھ کے اوساں ہوئے خطا

(درثمین)

کیا ظلم کا عفو سے انتقام

(مکرم محمد عباس احمد صاحب)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نبی کی حکایت فرماتے ہوئے دیکھا۔ جس کو اس کی قوم نے لہولہان کر دیا تھا۔ اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور دُعا کرتے جاتے تھے کہ اے خدا! میری قوم کو بخش دے۔ وہ نادان ہے۔

(بخاری استابۃ المرتدین باب اذاعرض الذی......)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سوار نجد کی طرف روانہ کئے۔ وہ بنی حنیفہ کے ایک شخص کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہتے تھے۔ اور مسجد کے ایک ستون کے ساتھ اس کو باندھ دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس آئے اس سے پوچھا کہ تُو کیا سمجھتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کروں گا؟ اس نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے مار ڈالیں تو بھی کوئی قباحت نہیں کیونکہ میں ایک خونی ہوں اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کر کے مجھے چھوڑ دیں تو میں آپ کا شکر گزار ہونگا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روپیہ چاہتے ہیں تو جتنا آپ چاہتے ہیں حاضر ہو جائے گا۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو ویسے ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر دوسرے دن آپ اس کے پاس آئے اور وہی سوال دہرایا۔ اس نے کہا کہ میں تو عرض کر چکا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ویسا ہی بندھا رہنے دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیسرے دن تشریف لائے اور پوچھا ثمامہ کیا حال ہے؟ اس نے کہا میں تو عرض کر چکا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کو چھوڑ دو۔ وہ مسجد کے قریب جہاں پانی موجود تھا، گیا اور غسل کیا۔ پھر مسجد میں آیا اور کہنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ سنو! زمین پر کسی کا چہرہ دیکھ کر مجھے اتنا غصہ نہیں آتا تھا جتنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ کر۔ مگر آج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مجھے تمام چہروں سے زیادہ پسند ہے۔ خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ مجھے کسی دین سے نفرت نہیں تھی اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین مجھے سب دینوں سے زیادہ پسند ہے۔ خدا کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر سے زیادہ مجھے کسی کے شہر سے نفرت نہ تھی۔ مگر اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شہر مجھے سب شہروں سے زیادہ پسند ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے مجھے اس حال میں پکڑا جب میں عمرہ کی نیت سے جا رہا تھا۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ثمامہ خوش ہو جا اور عمرہ ادا کر۔ جب ثمامہ مکہ پہنچا تو ایک نامعلوم کافر کہنے لگا۔ ثمامہ تو نے دین بدل ڈالا اس نے کہا نہیں تو میں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو گیا ہوں۔ اور تم مکہ کے کافر یہ جان لو کہ یمامہ کے ملک سے تم کو گیہوں کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ جب تک آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہ دیں۔

(کتاب المغازی باب وفد بنی حنیفہ وحدیث ثمامہ بن اثال)

ایک دفعہ ایک جنگ سے واپسی پر راستہ میں پڑاؤ ڈالا اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی درخت کے سایہ میں لیٹ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ لگ گئی۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سوتا دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار سونت لی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جگا کر کہنے لگا کہ بتا! آج کون تجھے مجھ سے بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے اطمینان اور حوصلے سے فرمایا: "میرا اللہ" اس جواب کے سنتے ہی اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تلوار اُٹھائی اور فرمایا: اب تو

بتا تجھے کون بچا سکتا ہے۔ اس شخص نے کہا کوئی نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف فرما دیا۔
(بخاری۔ کتاب المغازی باب غزوہ ذات الرقاع)

وحشی بن حرب جس نے آنحضورؐ کے پیارے چچا حضرت حمزہ کا قتل کیا تھا۔ جب مکہ فتح ہوا تو وہ مکہ سے بھاگ کر طائف آ گیا۔ جب طائف والوں نے بھی اطاعت قبول کر لی تو وحشی کے لئے یہ بھی مامن نہ رہا۔ چنانچہ طائف والوں کا وفد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وحشی بھی ان کے ساتھ چلا آیا اور اسے بتایا گیا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایلچیوں سے برا سلوک نہیں کرتے۔ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو وحشی ہے؟ اس نے جواب دیا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تو نے حمزہؓ کا قتل کیا تھا؟ اس پر اس نے جواب دیا کہ تمام حقیقت حال کا آپ کو علم ہو چکا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بھی معاف فرما دیا اور صرف یہ کہا کہ کیا تو یہ کر سکتا ہے کہ میرے سامنے نہ آئے؟
(بخاری کتاب المغازی باب قتل حمزہؓ)

صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ایک دفعہ 80 آدمیوں کا ایک دستہ منہ اندھیرے جبل تنعیم سے اتر آیا۔ اور وہ چھپ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ اتفاق سے وہ لوگ گرفتار ہو گئے مگر حضورؐ نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ تعرض نہ کیا۔
(ترمذی باب تفسیر سورۃ فتح)

جنگ احد میں دشمنوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے۔ تیر برسائے تلواریں چلائیں۔ دندان مبارک کو شہید کیا۔ چہرہ مبارک کو خون آلود کیا لیکن ان حملوں کا وار آپ نے جس سپر پر روکا وہ صرف یہ دعا تھی۔

اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون
(سیرت النبیؐ جلد دوم صفحہ 229 مولفہ شبلی نعمانی)

☆☆☆☆

نقشِ فریادی

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

کاوِ کاوِ سخت جانیہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا، لانا ہے جُوئے شِیر کا

جذبۂ بے اختیارِ شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدّعا عنقا ہے اپنے عالمِ تقریر کا

بسکہ ہوں غالبؔ اسیری میں بھی آتش زیرِ پا
موئے آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

(غالبؔ)

21ویں صدی کا پہلا تاریخی جلسہ سالانہ

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جماعت احمدیہ کا مرکزی عالمی جلسہ سالانہ 24 تا26 اگست 2001 کو من ہائیم جرمنی میں منعقد ہوا۔ امسال جلسہ سالانہ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت جرمنی کی درخواست پر اسے انٹرنیشنل جلسہ کی حیثیت عطا فرمائی۔ یاد رہے کہ اس دفعہ برطانیہ میں Foot and Mouth کی وبائی بیماری کی وجہ سے انگلستان میں جلسہ کا انعقاد نہیں ہو سکا۔

21ویں صدی کے اس پہلے تاریخی جلسہ سالانہ کا افتتاح سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے احمدیت لہرا کر دعا کے ساتھ فرمایا۔

تقریب پرچم کشائی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی صفت مالکیت کے مختلف پہلو بیان فرمائے۔ احادیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں صفت مالکیت کی نہایت دلکش تفسیر بیان فرمائی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے سعید روحیں اکناف عالم سے جرمنی پہنچیں جلسے کی برکات سے تمام دنیا بھی ایم ٹی اے کی بدولت مستفید ہوئی۔ اور جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی MTA کے ذریعے دنیا میں ہر جگہ دیکھی اور سنی گئی۔

جماعت احمدیہ جرمنی نے مہمان نوازی کی اعلیٰ روایات کا نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے قابل قدر مہمانوں کا فرینکفرٹ اور حان ایئر پورٹ پر شاندار استقبال کیا اور اس کے بعد جلسہ گاہ میں اپنے مہمانوں کو ہر قسم کی سہولت بہم پہنچائی۔

22 اگست کو امیر صاحب جرمنی محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے ڈیوٹیوں کا افتتاح فرمایا اور مختلف شعبہ جات میں بنفس نفیس تشریف لے جا کر معائنہ کیا۔ ڈیوٹیوں کے ضمن میں تقریر کرتے ہوئے محترم امیر صاحب نے کارکنان کو اس طرف خصوصیت سے توجہ دلائی کہ چونکہ یہ جماعت احمدیہ کا 21ویں صدی کا پہلا عالمی جلسہ سالانہ ہے اس لئے اس میں غیر معمولی طور پر حاضری میں اضافہ ہوگا۔

اس لئے ہمیں دعا کے ساتھ بھرپور محنت کرنی ہوگی تا کہ ہم جلسہ کی ذمہ داریاں کما حقہ ادا کر سکیں۔

من ہائیم میں واقع مئی مارکیٹ جو کہ جماعت کی جلسہ گاہ تھی اس میں رہائش کے لئے دو بڑے بڑے ٹینٹ نصب کئے گئے جن کا کل رقبہ 3600 مربع میٹر تھا۔ اس کے علاوہ بہت سے احمدی احباب نے انفرادی طور پر اپنے خیمہ جات نصب کئے۔ جلسہ گاہ میں بھی سونے کا انتظام تھا۔ مزید برآں بعض احباب نے مئی مارکیٹ کے گردونواح کے ہوٹلوں میں اپنے طور پر رہائش کے لئے بکنگ کروا رکھی تھی۔

امسال مردانہ جلسہ گاہ کو نہایت خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ مختلف پھولوں سے سٹیج کو مزین کیا گیا تھا۔ اور پس منظر میں سفید سکرین آویزاں کی گئی تھی جس پر وقتاً فوقتاً مختلف تصاویر دکھائی دیتی تھیں اور اسی طرح جو مقرر تقریر فرما رہے ہوتے ان کا کلوز اپ بھی اس سکرین پر دکھائی دیتا۔ خصوصاً حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا کلوز اپ سٹیج کے پس منظر میں نہایت نمایاں نظر آتا۔

چونکہ اس جلسے میں شامل ہونے والے احباب مختلف رنگ و نسل اور زبان سے تعلق رکھتے تھے اس لئے ان کے لئے مختلف جلسہ گاہ بنائے گئے تھے تا کہ ہر رنگ ونسل کے لوگ اپنی زبانوں میں تقاریر کے ترجمے سن سکیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ ان جلسہ گاہوں میں باری باری تشریف لے گئے۔ منتظمین سے کئی انتظامی باتیں دریافت فرمائیں اور غیر ملکی مہمانوں سے بھی گفتگو فرمائی اور ان کے سوالوں کے جواب دیئے۔

حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات اور دیگر تقاریر اور جلسہ کی کارروائی کے کل 13 زبانوں میں تراجم ساتھ ساتھ ہوئے اور اس مرتبہ تو ایک نیا تجربہ یہ کیا گیا کہ 4 زبانوں کے ترجمے انگلستان سے ریلے ہوئے۔ یعنی مترجم انگلستان میں بیٹھے تھے اور

تقاریر سننے کے ساتھ ساتھ ہی ترجمہ کر رہے تھے اور اس طرح ان زبانوں کے جاننے والے ان تقاریر کے مضمون سے آگاہ ہو رہے تھے۔

شعبہ رجسٹریشن کے مطابق جلسے کا انتظامی ڈھانچہ 50 چھوٹے بڑے شعبہ جات پر مشتمل تھا۔ ان شعبہ جات میں سینکڑوں افراد نے ڈیوٹی دی۔ 13 اگست سے وقار عمل شروع ہوگیا۔ مئی مارکیٹ میں پرائیویٹ ٹینٹوں کے علاوہ 950 چھوٹے بڑے ٹینٹ لگائے گئے۔ جلسہ کے آخری دن کی حاضری مجموعی طور پر 48 ہزار 192 افراد تھی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مرد حضرات 23 ہزار 322' خواتین 18 ہزار 270 بچے 2 ہزار 600' نومبایعین 4 ہزار۔

جلسہ کے دوسرے روز حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطاب میں پورے سال میں جماعت پر ہونے والے خدا تعالیٰ کے افضال کا ذکر کیا۔ اپنے خطاب کا آغاز حضور انور نے سورۃ فاتحہ کی آیات سے کیا اور فرمایا کہ خدا کے افضال تو گنے نہیں جاسکتے یہ تو آسمان سے نازل ہونے والی بارش کے قطروں کی طرح ہوتے ہیں تاہم میں ایک حقیر سی کوشش کروں گا۔

حضور انور نے خدا تعالیٰ کی جن چیدہ چیدہ نعمتوں کا ذکر فرمایا ان میں سے کچھ یہ تھیں۔

☆ خدا کے فضل و کرم سے 174 ممالک میں احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔

☆ امسال 4 نئے ممالک میں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ وینزویلا' سائپرس (قبرص)' مالٹا اور آذربائی جان۔

☆ بیوت الذکر اور دعوت الی اللہ کے مراکز میں افریقہ' انڈونیشیا اور ہندوستان کی جماعتیں پوری دنیا پر سبقت لے گئیں۔

☆ امریکہ میں دعوۃ الی اللہ کے مراکز کی تعداد 36 اور کینیڈا میں 10۔

☆ انگلستان میں بریڈفورڈ میں ایک ایکڑ کا قطعہ زمین خریدا گیا۔

☆ البانیہ میں پہلی بیت الذکر تعمیر کے آخری مراحل میں ہے۔

☆ نیوزی لینڈ میں وسیع عمارت خرید کر اسے بیت المسعود کا نام دیا گیا۔

☆ نائیجر میں گذشتہ سال 60 ہزار بیعتیں ہوئیں جبکہ اس سال بینن نے نائیجر میں غیر معمولی محنت کی اور 54 لاکھ 44 ہزار بیعتیں حاصل کیں۔ اسی طرح اس ملک میں جماعت کی رجسٹریشن بھی ہوگئی اور 483 نئے علاقوں میں احمدیت قائم ہوئی۔ 118 چیفس نے احمدیت قبول کی 514 بنی بنائی بیوت الذکر اماموں سمیت جماعت کو ملیں۔

☆ ٹوگو جو کہ بینن کے ماتحت تھا یہاں پر 17 لاکھ 71 ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 157 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی اور 152 بنی بنائی بیوت الذکر اماموں سمیت جماعت کو ملیں۔

☆ ٹوگو میں دو گورنروں نے احمدیت قبول کی۔

☆ کینیا میں 35 لاکھ 17 ہزار بیعتیں ہوئیں 70 نئے مقامات پر احمدیت قائم ہوئی۔ 56 مقامات پر نظام جماعت قائم ہوا۔ 12 نئی بیوت الذکر قائم ہوئیں۔ 215 سے زیادہ تربیتی کلاسز کا انعقاد ہوا جن میں 14 ہزار 5 سو نمائندگان نے شرکت کی۔

☆ جبوتی میں ایک لاکھ 20 ہزار بیعتیں ہوئیں' 10 مقامات پر جماعتیں قائم ہوئیں۔ 5 مقامات پر نومبائعین نے بیوت الذکر کے لئے پلاٹ پیش کئے۔

☆ اری ٹیریا میں گذشتہ سال 36 ہزار بیعتیں ہوئیں جبکہ امسال 8 لاکھ سے تجاوز کر گئیں اور 60 مقامات پر باضابطہ جماعتیں قائم ہوئیں۔

☆ ایتھوپیا میں گذشتہ سال 36 ہزار بیعتیں ہوئیں جب

کہ اس سال 50 لاکھ 65 ہزار بیعتیں ہوئیں۔ 90 مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔ بیت بلال نام کی پہلی بیت الذکر تکمیل کے قریب ہے۔ نومبائعین بیوت الذکر کے لئے پلاٹ بھی پیش کر رہے ہیں۔

☆ تنزانیہ میں امسال 73 لاکھ سے زائد بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 81 مقامات پر جماعت کا نفوذ ہوا۔ 21 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا اور 9 بنی بنائی بیوت الذکر جماعت کو ملیں۔ 117 تربیتی کلاسز منعقد ہوئیں جن میں 19433 نمائندگان شامل ہوئے۔

☆ موزنبیق میں گذشتہ سال 23 ہزار 503 بیعتیں ہوئیں جب کہ امسال ایک لاکھ کا ٹارگٹ تھا مگر خدا کے فضل سے ایک لاکھ کی بجائے 10 لاکھ بیعتیں حاصل ہوئیں۔ جن میں 2 چیفس اور 5 شیوخ شامل ہیں۔

☆ کانگو میں گذشتہ سال 14 ہزار بیعتیں ہوئیں جب کہ امسال 76 لاکھ 50 ہزار سے زائد بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 425 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔

☆ آئیوری کوسٹ میں 21 لاکھ سے زائد بیعتیں ہوئیں 653 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔ 533 نئی بیوت الذکر قائم ہوئیں۔ اس ملک میں احمدیہ بیوت الذکر کی کل تعداد 2 ہزار 566 ہو چکی ہے۔

☆ بورکینا فاسو میں امسال 20 لاکھ بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 114 مقامات پر احمدیت کا پہلی بار نفوذ ہوا۔ 117 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا۔

☆ غانا میں 13 لاکھ 73 ہزار سے زیادہ بیعتیں ہوئیں۔ 29 مقامات پر نظام جماعت قائم ہوا۔ 20 نئے مقامات پر احمدیت کا نفوذ ہوا۔ 17 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا۔

☆ نائیجیریا میں 3 لاکھ 5 ہزار بیعتیں ہوئیں۔ 20 بیوت الذکر تعمیر ہوئیں۔ 75 نئے مقامات پر پہلی بار احمدیت کا نفوذ ہوا۔

☆ سینیگال میں 2 لاکھ 61 ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 30 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا۔

☆ سیرالیون کہ جہاں کے ابتر حالات اب آہستہ آہستہ روبہ اصلاح ہیں وہاں پر 29 ہزار 234 بیعتیں ہوئیں امسال 9 بیوت الذکر کا اضافہ ہوا جس کے بعد سیرالیون میں کل 2273 بیوت الذکر ہو گئیں۔

☆ لائبیریا میں امسال 11 ہزار سے زائد بیعتیں ہوئیں۔ 61 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی۔ 61 بیوت الذکر اماموں کے ساتھ جماعت احمدیہ کو ملیں اس طرح بیوت کی کل تعداد 106 ہو گئی۔

☆ زیمبیا میں سالہا سال سے جمود تھا۔ امسال شدید مخالفت کے باوجود بیعتوں کی تعداد ایک ہزار سے تجاوز کر گئی۔

☆ مڈغاسکر میں امسال 6 ہزار چار سو بیعتیں حاصل ہوئیں۔

☆ جرمنی نے 1700 بیعتیں حاصل کیں جن میں 16 اقوام کے افراد شامل ہیں۔

☆ فرانس نے 137 بیعتیں حاصل کیں۔ جو کہ 21 ممالک کے لوگ ہیں۔

☆ انڈونیشیا میں اس سال 10 ہزار سے زائد بیعتیں حاصل ہوئیں۔ 29 نئے مقامات پر جماعت قائم ہوئی۔ 6 بیوت الذکر بنی بنائی ملیں جب کہ 15 نئی بیوت الذکر قائم ہوئیں۔ اس وقت انڈونیشیا میں کل 310 بیوت الذکر ہو چکی ہیں۔

☆ بنگلہ دیش میں مخالفت کے باوجود 20 ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں۔

☆ ہندوستان میں امسال 4 کروڑ 25 لاکھ 36 ہزار بیعتیں حاصل ہوئیں۔

☆ دنیا بھر میں ہونے والی بیعتوں کی تعداد 8 کروڑ دس لاکھ 6 ہزار 721 ہے۔

☆ ہر ماہ 66 لاکھ افراد جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔

تیسرے روز 26 اگست 2001 کو تاریخ ساز نویں عالمی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی جس میں M.T.A کے ذریعے اکناف عالم سے 300 سے زائد اقوام کے 8 کروڑ 10 لاکھ 6 ہزار 721 افراد نے شمولیت اختیار کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال بھی حضرت مسیح موعودؑ کا سبز رنگ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ حضور کے گرد 6/5 افراد کے حلقہ نے حضور کے دست مبارک پر اپنے ہاتھ رکھے باقی لوگوں نے ان احباب کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بیعت کے الفاظ انگریزی میں دہرائے جس کا ساتھ ساتھ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوتا چلا گیا۔ اس طرح بیعت مکمل ہونے کے بعد حضور انور اور جملہ احباب نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اس طرح عالمی بیعت کا یہ سفر جو آج سے 9 سال قبل صرف 2 لاکھ نئی بیعتوں سے شروع ہوا۔ اس سال محض خدا تعالیٰ کے فضل سے 8 کروڑ سے بھی تجاوز کر گیا۔ اللھم زد فزد

اس تاریخی جلسہ کے لئے عزت مآب یوہانس راؤ صدر مملکت جمہوریہ جرمنی کی طرف سے خصوصی پیغام موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی نیک خواہشات اور مبارک باد کا پیغام پہنچایا۔ اس طرح شہر من ہائیم کی انتظامیہ کے 22 افراد کے وفد نے بھی شرکت کی۔ شہر کے میئر کی نمائندہ نے حضور انور کی خدمت میں تحفہ پیش کیا۔ گھانا کے وزیر داخلہ (جو کہ احمدی ہیں) نے گھانا کے صدر مملکت کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اسی طرح بینن سے ''کنگ آف پوراکو'' اور ''کنگ آف آلاڈا'' اور ٹوگو کے بادشاہ کے علاوہ کرغستان کے وزیر مذہبی امور جیسی اہم شخصیات نے شرکت کی۔

حضور انور نے جلسے کی اختتامی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کے رفقاء کی روایات سنائیں اور حضرت مسیح موعودؑ کے دور کی یادیں تازہ فرمائیں۔ آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

☆☆☆☆

تعارف کتب

روئیدادِ جلسۂ دُعا

کتاب روئدادِ جلسہ دعا، روحانی خزائن کی جلد نمبر ۱۵ کی آخری کتاب ہے اور خدام الاحمدیہ کے نصاب مطالعہ کتب میں ماہ اکتوبر کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

۲ فروری ۱۹۰۰ء کو عید الفطر کے روز حضرت مسیح موعودؑ کی تحریک پر سرکار برطانیہ کی کامیابی کے لئے دعا کے واسطے ایک عام جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں دور و نزدیک سے ایک ہزار کے قریب افراد شامل ہوئے۔

نماز عید حضرت مولوی نور الدین صاحب نے پڑھائی اور نماز کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے خطبہ پڑھا جس میں ''سورۃ الناس'' کی نہایت ہی لطیف اور پُر معارف تفسیر بیان کی۔

اس میں آپ نے مجازی حکام کے حقوق کا بھی ذکر فرمایا اور گورنمنٹ کے ان احسانات کا ذکر کیا جس کی وجہ سے ہندوستان میں مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی ادا کرنے کی سہولت بہم پہنچی۔ حضور فرماتے ہیں:۔

''اب ہم اپنی جماعت کو اور تمام سننے والوں کو بڑی صفائی اور وضاحت سے سناتے ہیں۔ کہ سلطنت انگریزی ہماری محسن ہے۔ اور اُس نے ہم پر بڑے بڑے احسان کئے ہیں۔ جس کی عمر ساٹھ یا ستر برس کی ہوگی۔ وہ خوب جانتا ہوگا کہ ہم پر سکھوں کا ایک زمانہ گذرا ہے۔ اس وقت مسلمانوں پر جس قدر آفتیں حائل تھیں۔ وہ پوشیدہ نہیں ہیں۔ ان کی یاد سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل کانپ اٹھتا ہے۔ اس وقت مسلمانوں کو عبادات اور فرائض مذہبی کی بجا آوری سے جن کا بجالانا ان کو جان سے عزیز تر ہے روکا گیا تھا۔ بانگِ نماز جو نماز کا مقدمہ ہے۔ اس کو بآواز بلند پکارنے سے منع کیا گیا تھا۔ اگر کبھی موذن کے منہ سے سہواً اللہ اکبر بآواز بلند نکل جاتا۔ تو اس کو مار ڈالا جاتا تھا۔ اسی طرح پر مسلمانوں کے حلال و حرام کے معاملہ میں بیجا تصرف کیا گیا تھا۔ ایک گائے کے مقدمہ میں ایک دفعہ پانچ ہزار غریب مسلمان قتل کئے گئے۔ بٹالہ کا واقعہ ہے کہ ایک سید وہیں کا رہنے والا باہر سے دروازہ پر آیا۔ وہاں گائیوں کا ہجوم تھا۔ اس نے تلوار کی نوک سے ذرہ ہٹایا۔ ایک گائے کے چمڑے کو اتفاق سے خفیف سی خراش پہنچ گئی۔ اس بیچارہ کو پکڑ لیا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔ آخر بڑی سفارشوں کے بعد جان سے بچ گیا۔ لیکن اس کا ہاتھ ضرور کاٹا گیا۔ مگر اب دیکھو کہ ہر قوم و مذہب کے لوگوں کو کیسی آزادی ہے۔ ہم صرف مسلمانوں ہی کا ذکر کرتے ہیں۔ فرائض مذہبی اور عبادات کے بجالانے میں سلطنت نے پوری آزادی دے رکھی ہے۔ اور کسی کے مال و جان و آبرو سے کوئی ناحق کا تعرض نہیں۔ برخلاف اُس پُرفتن وقت کے کہ ہر ایک شخص کیسا ہی اس کا حساب پاک ہو۔ اپنی جان و مال پر لرزتا رہتا تھا۔ اب اگر کوئی خود اپنا چلن آپ خراب کرلے اور اپنی کج روی اور بے اندامی اور ارتکاب جرائم سے خود مستوجب عقوبت ٹھہر جائے تو اور بات ہے۔ یا خود ہی سوء اعتقاد اور غفلت کی وجہ سے عبادت میں کوتاہی کرے تو جدا امر ہے لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ہر طرح کی پوری آزادی ہے۔ اس وقت جس قدر عابد بننا چاہو بنو۔ کوئی روک نہیں۔ گورنمنٹ خود معابد مذہبی کی حرمت کرتی ہے۔ اور ان کی مرمت وغیرہ پر ہزاروں روپیہ خرچ کر دیتی ہے''۔

پھر فرماتے ہیں:۔ اس لئے ہم ان امور کا ذکر کریں گے جو فرائض مذہب کے ادا کرنے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہم کو بطور احسان ملے ہیں۔ پس یاد رکھنا چاہیئے کہ انسان پوری آزادی اور اطمینان کے ساتھ عبادات کو جب ہی بجا لاسکتا ہے کہ اس میں ۴ شرطیں موجود ہوں۔

۱۔صحت ۲۔ایمان ۳۔انسان کے لئے طاقت مالی ۴۔امن

اس کے بعد حضور نے ٹرانسوال کی جنگ کا ذکر فرمایا ہے۔

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے بعض دلکش پہلو جلسہ سالانہ کی تقاریر میں بیان فرمائے ہیں جو کہ کتاب سیرت طیبہ میں چھپ چکے ہیں ان میں سے بعض واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے رستہ میں ہر قربانی کے لئے اتنے تیار تھے کہ اُس کی خاطر ہر تکلیف کو راحت سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم روایت کرتے ہیں کہ جس دن سپرنٹنڈنٹ پولیس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کی تلاشی کے لئے اچانک قادیان آیا اور ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب مرحوم کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بھاگے گئے اور غلبۂ رقت کی وجہ سے بڑی مشکل کے ساتھ عرض کیا کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس وارنٹ گرفتاری کے ساتھ ہتھکڑیاں لے کر آرہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اُس وقت اپنی کتاب ''نور القرآن'' تصنیف فرمارہے تھے سر اُٹھا کر مسکراتے ہوئے فرمایا:-

''میر صاحب! لوگ دُنیا کی خوشیوں میں چاندی سونے کے کنگن پہنا کرتے ہیں ہم سمجھیں گے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے رستہ میں لوہے کے کنگن پہن لئے''۔

پھر ذرا تامل کے ساتھ فرمایا:-

''مگر ایسا نہیں ہوگا خدا تعالیٰ کی حکومت اپنے خاص مصالح رکھتی ہے، وہ اپنے خلفائے مامورین کے لئے اس قسم کی رُسوائی پسند نہیں کرتا''۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ صفحہ ۱، ۲ بحوالہ ملفوظات جلد اوّل)

اللہ اللہ! کیا شان دلربائی ہے کہ ایک طرف اتنی قربانی کہ مسکراتے ہوئے خدا کے رستہ میں ہتھکڑی پہننے کے لئے تیار ہیں اور دوسری طرف خدا کی نصرت پر ایسا بھروسہ کہ پولیس ہتھکڑیاں لے کر دروازے پر کھڑی ہے اور کس بے اعتنائی سے فرماتے ہیں کہ:-

''ایسا نہیں ہوگا میرا خدا مجھے اس رسوائی سے بچائے گا''

اس موقعہ پر مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بے نظیر توکل کا ایک اور واقعہ بھی یاد آ گیا۔ یہی حضرت مولوی عبدالکریم صاحب اپنے ایک خط میں فرماتے ہیں کہ ایک مجلس میں توکل کی بات چل پڑی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:-

''مَیں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں۔ جب سخت حبس ہوتا ہے اور گرمی کمال شدت کو پہنچتی ہے تو لوگ وثوق سے بارش کی امید رکھتے ہیں۔ ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے''۔

اور پھر خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا کہ:-

''جب میرا کیسہ خالی ہوتا ہے تو جو ذوق اور سرور اللہ تعالیٰ پر توکل کا مجھے اُس وقت حاصل ہوتا ہے مَیں اس کی کیفیت بیان نہیں کرسکتا اور یہ حالت بہت ہی زیادہ راحت بخش اور طمانیت انگیز ہوتی ہے بہ نسبت اس کے کہ کیسہ بھرا ہوا ہو''۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۳۲ صفحہ ۴، ۵ بحوالہ ملفوظات جلد ۱)

کِیسہ تو اہلِ فقر کا اکثر خالی ہی رہتا ہے۔ مگر حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کے توکل کی شان ملاحظہ ہو کہ جس طرح ایک زیرک زمیندار اپنے بار بار کے تجربہ شدہ کنوئیں کے متعلق یقین رکھتا ہے کہ جب اس کا موجودہ پانی ختم ہونے پر آئے گا اُس کے زیرِ زمین سوتے خود بخود کھل جائیں گے اور کنواں پھر پانی سے بھر جائے گا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل اس یقین سے معمور تھا کہ ادھر میری جیب خالی ہوئی اور اُدھر آسمان کا غیبی ہاتھ اسے پھر بھر دے گا اور جو کام مجھے خدا نے سپرد کیا ہے اُس میں روک پیدا نہیں ہوگی۔ یہ وہی مقام نصرت ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بالکل اوائل میں الہام فرمایا تھا کہ:

الیس اللّٰہ بکاف عبدہ

یعنی "کیا خدا اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے؟"

حقیقت یہ ہے کہ یہ خدائی الہام شروع سے لے کر آخر تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر رحمت کا بادل بن کر چھایا رہا۔

محترم بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی نے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے اور مخلص (رفیق) ہیں اور حضور کے ہاتھ پر ہندو سے ...... ہوئے تھے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے آخری سفر میں لاہور تشریف لے گئے اور اُس وقت آپ کو بڑی کثرت کے ساتھ قُرب وفات کے الہامات ہو رہے تھے تو اُن دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر ایک خاص قسم کی ربودگی اور نورانی کیفیت طاری رہتی تھی۔ اِن ایّام میں حضور ہر روز شام کے وقت ایک قسم کی بند گاڑی میں جو فٹن کہلاتی تھی ہواخوری کے لئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضور کے حرم اور بعض بچے بھی ساتھ ہوتے تھے۔ جس دن صبح کے وقت حضور نے فوت ہونا تھا اُس سے پہلی شام کو جب حضور فٹن میں بیٹھ کر سیر کے لئے تشریف لے جانے لگے تو بھائی صاحب روایت کرتے ہیں کہ اُس وقت حضور نے مجھے خصوصیت کے ساتھ فرمایا:-

"میاں عبدالرحمٰن! اس گاڑی والے سے کہہ دیں اور اچھی طرح سمجھا دیں کہ اِس وقت ہمارے پاس صرف ایک روپیہ ہے وہ ہمیں صرف اتنی دُور تک لے جائے کہ ہم اسی روپے کے اندر گھر واپس پہنچ جائیں"۔

(روایات بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی)

چنانچہ حضور تھوڑی سی ہواخوری کے بعد گھر واپس تشریف لے آئے مگر اُسی رات نصف شب کے بعد حضور کو اسہال کی تکلیف شروع ہوگئی اور دوسرے دن صبح دس ۱۰ بجے کے قریب حضور اپنے مولیٰ اور محبوبِ ازلی کے حضور حاضر ہو گئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضور کے وصال کا واقعہ اس وقت پچاس ۵۰ سال گذرنے پر بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے گویا کہ مَیں حضور کے سفرِ آخرت کی ابتداء اب بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں مگر اس وقت مجھے اس واقعہ کی تفصیل بتانی مقصود نہیں ...... حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی آخری بیماری میں جو کہ مرض الموت تھی جلدی جلدی مسجد سے اُٹھ کر اپنے گھر تشریف لے گئے اور جو تھوڑا سا مال وہاں رکھا تھا وہ تقسیم کر کے اپنے آسمانی آقا کے حضور حاضر ہونے کے لئے خالی ہاتھ ہو گئے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی زندگی کے آخری دن اپنی جھولی جھاڑ دی تا کہ اپنے آقا کے حضور خالی ہاتھ ہو کر حاضر ہوں۔ بے شک اسلام دنیا کی نعمتیں حاصل کرنے اور ان کے لئے مناسب کوشش کرنے سے نہیں روکتا بلکہ قرآن خود حسنات دارین کی دعا سکھاتا ہے مگر انبیاء اور اولیاء کا مقام فقر کا مقام ہوتا ہے جس میں یہ پاک گروہ صرف خدا کا نوکر بن کر قوتِ لایموت پر زندگی گذارنا چاہتا ہے۔ اسی لئے نبیوں کے سرتاج حضرت افضل الرسل خاتم النبیین ﷺ نے دین و دنیا کا بادشاہ ہوتے ہوئے بھی اپنے لئے فقر کی زندگی پسند کی اور ہمیشہ یہی فرمایا کہ:-

اَلفَقرُ فَخرِی

"یعنی فقر کی زندگی میرے لئے فخر کا موجب ہے"۔

(سیرت طیبہ صفحہ 156 تا 161)

تحریک جدید کی اہمیت

بانئ تحریک جدید سیدنا حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں

(ملک منور احمد صاحب جاوید۔ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ پاکستان)

تحریک جدید خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے

''میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے جماعت کے دوستوں میں ہمت پیدا کرے گا اور پھر جو کوتاہی رہ جائے گی اُسے اپنے فضل سے پوری کرے گا۔ یہ اُسی کا کام ہے اور اُسی کی رضامندی کے لئے مَیں نے یہ اعلان کیا ہے۔ زبان گو میری ہے بُلاوا اُسی کا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بُلاوا سمجھ کر ہمت اور دلیری سے آگے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ رحم کرے اُس پر جس کا دل بُزدلی کی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ

''یادرکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسا موقع سینکڑوں سال پہلے کسی کو ملا ہے نہ آئندہ ملے گا''۔

بے دریغ قربانی کرنے کا موقع

''ہماری جماعت کو یہ بات یادرکھنی چاہئے کہ جس کام کے لئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں وہ کام بے دریغ قربانی چاہتا ہے۔ جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے (دین حق اپنے حق کو واپس نہیں لے سکتا جو رسول کریم ﷺ کا ورثہ عیسائیت کے پاس جاچکا ہے اُس کو واپس لینا آسان نہیں۔ پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اس بڑے کام کے لئے کھڑے ہوئے ہیں جب تک اپنی تمام طاقتوں کو مجنونوں کی طرح نہ لگادیں اور دیوانوں کی طرح ہر ایک قربانی کرنے کے لئے تیار نہ ہوں اُس وقت تک ہمارے ہاتھوں سے کامیابی ہونا مشکل ہے''۔

تمہارا رب تمہیں قربانی کے لئے بلاتا ہے

''تم جانتے ہو کہ تمہیں کس کی آواز بلا رہی ہے؟ میری نہیں۔ کسی اور انسان کی نہیں۔ کسی اور بشر کی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدا نے ایک آواز بلند کی ہے۔ تمہیں پیدا کرنے والا تمہارا رب اپنے دین کے لئے قربانی کے لئے بلاتا ہے''۔

ہر سال گذشتہ سال سے بڑھا ہوا ہو

''خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر ایسی روح پیدا کردی ہے کہ تم نے بہر حال بڑھنا ہے چاہے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہوسکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کے لئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کرو گے۔ جب تک تم اپنے چندے کو اپنے پہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔ جب تک تم چندہ دینے والوں کی تعداد ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا......

اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہو تو سب دیکھنے والوں کو تمہارا یہ عیب نظر آئے گا۔ تمہارا کام آج ہر قوم کے سامنے

ہے"۔

خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا

"اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا..... اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اُسے چاہیئے کہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے"۔

رُوحانی جوانی!

"رُوحانی طور پر یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے کہ اگر تم یہ دعا کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا...... روحانی جوانی کو تم سینکڑوں، لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک بھی قائم رکھ سکتے ہو۔ اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی اُس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم روحانی طور پر جوان رہنا چاہتی ہے تو اُس پر بڑھاپا نہیں آتا۔ پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے خدا کی خاطر قربانی کرنے کی توفیق مل جائے گی"۔

مبارک ہیں وہ جو.....

"پس مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں کیونکہ ان کا نام ادب و احترام سے (دین حق) کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے"۔

تحریک جدید میں شمولیت

"اگر تمہیں ابھی تک تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے۔ اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق تو دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشت ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو۔ اور اگر تم نے حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے"۔ آمین

اعلان ولادت

مکرم اسد اللہ غالب صاحب مربی سلسلہ ومعاون صدر خدام الاحمدیہ پاکستان کو خدا تعالیٰ نے مورخہ 26 جولائی 2001ء کو جڑواں بیٹے اور بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بیٹی کا نام عنبرین صباحت اور بیٹے کا نام عدیل احمد تجویز فرمایا ہے۔ بچوں کے دادا مکرم عنایت اللہ خالد صاحب دار العلوم شرقی اور نانا مکرم مرزا محمد اقبال صاحب مرحوم دار الیمن شرقی اور چچا مکرم محب اللہ خالد صاحب مربی سلسلہ امیر و مشنری انچارج کانگو ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے دونوں بچے تحریک وقف نو میں شامل ہیں۔ خدا تعالیٰ بچوں کو صحت وسلامتی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔ آمین

ہیپاٹائٹس بی اور سی

(مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب۔ ربوہ)

"پرہیز علاج سے بہتر ہے" یہ مقولہ جتنا پرانا ہے اتنا ہی موثر بھی ہے۔ آج سائنس اور علم طب کی اتنی زیادہ ترقی اور بیماریوں کے علاج کے نت نئے طریقوں کی دریافت کے باوجود یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ یقیناً پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ تقریباً تمام بیماریاں ایسی ہیں جن میں حفظ ماتقدم (Prophylaxis) یا پرہیز اختیار کر کے ہم ان بیماریوں سے بچ سکتے ہیں یا ان کی شدت میں کمی کر سکتے ہیں۔ مثلاً دل کی بیماریوں کے بچاؤ کیلئے خوراک کا پرہیز اور سیر اور ورزش کی اہمیت مسلمہ امر ہے۔ اسی طرح سگریٹ نوشی سے پرہیز معدہ اور پھیپھڑوں کی بیماریوں اور کئی قسم کے کینسرز سے بچاؤ کیلئے ضروری ہے۔ نیز مختلف متعدی بیماریوں کے تدارک کے مختلف طریقے ہیں۔

اس تمہید کا مقصد آج کے اصل موضوع بحث یعنی جگر کی سوزش (Hepatitis) میں پرہیز اور حفظ ماتقدم کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے کیونکہ اس بیماری کی تشخیص اور علاج اتنا مہنگا ہے کہ ایک عام آدمی اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ مزید برآں مہنگی سے مہنگی ادویات کے استعمال کے باوجود اس بیماری کے سو فیصد علاج میں ابھی تک کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ عوام الناس کو اس سے بچاؤ کے طریقوں سے آگاہ کیا جائے تا کہ لوگ ان کو اختیار کر کے اس خطرناک بیماری سے محفوظ رہ سکیں۔ اس کے علاوہ اس بیماری کے دیگر اہم پہلو اور اس کے علاج کے متعلق بھی اس مضمون میں کچھ ذکر ہے۔

جراثیمی بیماری

جگر کی سوزش یا (Hepatitis) عام طور پر مختلف قسم کے جرثوموں (Viruses) سے ہوتی ہے۔ وائرس انتہائی چھوٹے خوردبینی جاندار ہیں جو کہ عام خوردبین سے نظر نہیں آتے بلکہ ان کو دیکھنے کیلئے مخصوص خوردبین الیکٹرانک مائیکروسکوپ (Electronic Microscope) استعمال کرنی پڑتی ہے۔ یہ وائرس ہیپاٹائٹس وائرس کہلاتے ہیں اور E,D,C,B,A وغیرہ کے ناموں سے موسوم ہیں۔ ان میں سے ہر وائرس الگ طرح کی بیماری پیدا کرتا ہے۔

ہیپاٹائٹس بی وائرس (HBV) اور ہیپاٹائٹس سی وائرس (HCV) آج کل بہت زیادہ اہمیت اختیار کر گئے ہیں اور یہ دوسرے وائرس کی نسبت زیادہ خطرناک اور پیچیدہ بیماری پیدا کرتے ہیں آج کا موضوع بھی یہی دو وائرس ہیں چونکہ یہ دونوں مختلف قسم کی بیماری پیدا کرتے ہیں لہذا دونوں کو الگ الگ بیان کیا جا رہا ہے۔

ہیپاٹائٹس بی

Hepatitis Virus B

یہ وائرس انسانی جسم میں جو بیماری پیدا کرتا ہے اسے "ہیپاٹائٹس بی" کہتے ہیں۔ یہ وائرس جب انسانی جسم میں داخل ہوتا ہے تو تقریباً 75% فیصد مریضوں میں کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی یا پھر بہت معمولی علامات ظاہر ہوتی ہیں اسے (Subclinical Infection) کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس بیماری کے اکثر مریض اس بیماری سے بے خبر ہوتے ہیں۔ لیکن یہ وائرس بہر حال ان کے جسم میں داخل ہو چکا ہوتا ہے۔ بقیہ 25% مریضوں میں اس بیماری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

تھکاوٹ، بھوک نہ لگنا، جی متلانا، قے آنا، پیٹ میں درد ہونا، ہلکا بخار، جسم میں دردیں ہونا، بعض مریضوں میں یرقان بھی ہو سکتا ہے۔

جس کی شدت بیماری کی شدت کے مطابق ہوتی ہے۔ علامات والے بعض مریضوں میں یہ بیماری نہایت خطرناک

(Fulminant) صورتحال اختیار کر لیتی ہے اور جگر کا ایک بڑا حصہ تباہ کر کے موت پر منتج ہو سکتی ہے۔ ایسے مریضوں کی تعداد تقریباً 2.1 فیصد بلکہ اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ جو مریض اس بیماری سے بچ جاتے ہیں وہ بقیہ ساری زندگی اس بیماری سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور دائمی (Chronic) ہیپاٹائٹس کا شکار نہیں ہوتے۔

Hepatitis B کا شکار ہونے والے کل مریضوں میں سے تقریباً 80-90 فیصد مریض بالکل تندرست ہو جاتے ہیں اور ان میں اس بیماری کے خلاف آئندہ کیلئے قوت مدافعت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور یہ اس خطرناک بیماری کا سب سے روشن پہلو ہے اس عمل کے لئے کسی بھی دوائی کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہ خود بخود قدرتی طور پر ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہر بیماری کا مقابلہ کرنے اور قوت مدافعت پیدا کرنے کی صلاحیت ہر انسانی جسم کو ودیعت کر رکھی ہے۔ جس شخص میں یہ قوت زیادہ ہو گی وہ زیادہ بہتر طریقے سے اس بیماری کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ قوت مریض کی عمر صحت اور جسم میں داخل ہونے والے وائرس کی تعداد پر منحصر ہوتی ہے۔

CARRIERS

بقیہ 10-20% مریضوں میں سے نصف یعنی 5-10% ایسے ہوتے ہیں جو اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت پیدا نہیں کر سکتے نہ ہی یہ وائرس ان کے جسم کو بظاہر کوئی نقصان پہنچاتے ہیں۔ گویا انسانی جسم اور وائرس کے درمیان ایک قسم کا سمجھوتہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو Carrier کہتے ہیں کیونکہ یہ متعلقہ وائرس اپنے خون میں carry کرتا ہے اور اس سے یہ بیماری صحت مند انسان کو لگ سکتی ہے۔ یہ carriers دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو تمام عمر بالکل ٹھیک ٹھاک رہتے ہیں۔ نہ ان میں کوئی علامات ظاہر ہوتی ہیں نہ ان کے جگر میں کسی قسم کی خرابی ہوتی ہے ان کو Healthy Carriers کہتے ہیں۔ دوسری قسم ان کی ہے جو بظاہر صحت مند ہوتے ہیں لیکن ان کے جگر میں سوزش شروع ہو جاتی ہے اور یہ عمل بہت Slow ہوتا ہے چونکہ ان مریضوں میں بھی بظاہر کوئی علامات نہیں ہوتیں لہذا انہیں بھی Healthy Carrier لیبل کر دیا جاتا ہے۔ ان مریضوں کی چھپی ہوئی جگر کی بیماری کا اندازہ جگر کے مخصوص ٹیسٹوں (Liver Function Test) سے لگایا جا سکتا ہے۔ دو ٹسٹ ALT, AST اس سلسلہ میں خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔

Carriers افراد کی تشخیص خون کے عام Screening ٹسٹ۔ HBSAG یا Australia Antigen ٹسٹ سے ہو جاتی ہے جو تمام اچھی لیبارٹریوں اور بلڈ بنکوں میں کیا جاتا ہے۔ ایسے مریض کو گھبرانا نہیں چاہئے بلکہ اپنے جگر کے ٹسٹ کرواتے رہنا چاہئے۔ ایسا شخص کسی دوسرے کو خون نہیں دے سکتا۔ ایک اندازے کے مطابق اس وقت دنیا میں تقریباً 30 کروڑ Carrier اس بیماری کے موجود ہیں۔ ان افراد میں HBSAG ٹسٹ کا Positive ہونا ان کیلئے (ذاتی طور پر) خطرناک نہیں بلکہ جگر کی خرابی سے مطلع رہنا ان کیلئے زیادہ ضروری ہے۔

Chronic Hepatitis "B"

ہیپاٹائٹس B کے 5-10% مریض (Chronic) ہو جاتے ہیں اور یہ وائرس ایسے مریضوں کے جگر کو آہستہ آہستہ مستقل نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ (یہ عمل کئی سالوں تک چلتا رہتا ہے) جب جگر کی سوزش چھ ماہ کے اندر اندر ٹھیک نہ ہو تو ایسے مریض کو Chronic مریض لیبل کر دیا جاتا ہے۔ ہر مریض میں اس بیماری کی شدت مختلف ہوتی ہے۔ تاہم وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس نقصان کی شدت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ جب کہ بعض ادویات کے استعمال سے یہ شدت کم بھی ہو جاتی ہے۔ ایسے مریضوں کا HBSAG ٹسٹ Positive آتا ہے۔ اس کے علاوہ جگر کے دیگر ٹسٹ Liver Function Test خصوصاً ALT, AST کے رزلٹ ابنارمل (Abnormal) ہوتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو اپنا معائنہ بار بار کروانا چاہئے تا کہ جگر کی خرابی کی شدت کا اندازہ

ہوتا رہے۔ اس بیماری میں بعض ادویات بھی استعمال کی جاتی ہیں اور بعض مریضوں میں یہ ادویات موثر بھی ہوتی ہیں۔

ایسے مریضوں میں جگر کی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو بالآخر جگر کے سکڑاؤ (Cirrhosis) یا جگر کے کینسر (Carcinoma) پر منتج ہوتی ہیں اور یہ مرض کی سب سے خطرناک شکل ہوتی ہے۔

Chronic Hepatitis "B" کا ایک نہایت اہم پہلو یہ بھی ہے کہ کسی بھی مریض کا متعدی ہو جانا اس کی عمر پر منحصر ہوتا ہے۔ جیسا کہ لکھا گیا ہے کہ 5%-10 افراد اس کا شکار ہوتے ہیں یہ شرح بڑی عمر کے مریضوں کی ہے۔ جب کہ ایک تا پانچ سال کی عمر کے بچوں میں Chronic ہونے کی شرح 30%-50 اور ایک سال سے کم عمر بچوں (Infants) میں Chronic بیماری کی شرح 80%-90 تک ہوتی ہے۔ یہ Hepatitis "B" کا سب سے تاریک اور خطرناک پہلو ہے۔ ایک اندازے کے مطابق امریکہ کے 10-12 لاکھ افراد (Chronic) بیماری کا شکار ہیں۔

ہیپاٹائٹس سی وائرس

Hepatitis C Virus

یہ وائرس (HVC) انسانی جسم میں جو بیماری پیدا کرتا ہے اسے ہیپاٹائٹس "سی" کہتے ہیں۔ اس بیماری میں بھی زیادہ تر افراد (تقریباً 75%) میں کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ جن مریضوں میں اس کی علامات ظاہر ہوتی ہیں وہ ہیپاٹائٹس بی سے ملتی جلتی ہیں لیکن شدت میں اس سے کم ہوتی ہیں اور اس میں Fulminant Hepatitis کی شرح بھی ہیپاٹائٹس بی سے کم ہے لیکن اس کے باوجود یہ بیماری ہیپاٹائٹس بی سے کہیں زیادہ خطرناک سمجھی جاتی ہے کیونکہ اس میں مریض کے Chronic بن جانے کی شرح اس سے کہیں زیادہ ہے۔ بعض تحقیقات کے مطابق یہ شرح 50% سے بھی زائد ہوتی ہے جب کہ بعض اندازوں کے مطابق یہ شرح 80% تک ہو سکتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً 40 لاکھ امریکن اس بیماری کا شکار ہو چکے ہیں۔ جب کہ W.H.O کی تحقیقات کے مطابق دنیا کے 3% افراد کو جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ (Infect) کر چکا ہے۔ ایک اور اندازے کے مطابق دنیا میں اس بیماری کے 17 کروڑ سے زائد Carriers ہیں جن کی تعداد مزید بڑھتی جا رہی ہے کیونکہ اس کی تشخیص کی سہولیات بھی آہستہ آہستہ بہتر ہو رہی ہیں۔

یہ وائرس 1989ء میں دریافت ہوا تھا لہذا اس کے بارے میں تیزی سے تحقیقات ہو رہی ہیں۔ اس وائرس کے بارے میں حاصل شدہ معلومات اب بھی (HBV) کی نسبت کافی کم ہیں۔

آج کل اس بیماری کی تشخیص ایک ٹسٹ Anti HCV-ab کے ذریعے کی جا رہی ہے جو کہ براہ راست (HVC) کو Detect نہیں کرتا بلکہ جسم میں اس کے خلاف پیدا ہونے والے مدافعتی پروٹین (Antibody) کو Detect کرتا ہے۔ اس انٹی باڈی کو Detect کرنے سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ (HVC) وائرس اس وقت جسم میں موجود ہے یا نہیں۔ لیکن یہ بات یقینی ہوتی ہے کہ یہ وائرس HCV اس کے جسم کو Infect کر چکا ہے۔ لہذا اس شخص کا خون کسی دوسرے کو نہیں دیا جا سکتا۔ HCV سے جو افراد Chronic مریض بن جاتے ہیں۔ ان میں سے 10%-20 جگر کے سکڑاؤ Cirrhosis کا شکار ہو جاتے ہیں جو کہ نہایت خطرناک اور پیچیدہ بیماری ہے اس عمل میں 5-30 سال لگتے ہیں۔ Cirhosis کے چند مریضوں (تقریباً 10%) جگر کا کینسر Carcinoma بھی ہو جاتا ہے اب ان دونوں بیماریوں کا ذکر مشترکہ طور پر آئے گا۔

تشخیص Diagnosis

• ہیپاٹائٹس بی اور سی کی تشخیص عموماً اتفاقی طور پر ہو جاتی ہے کیونکہ اس بیماری سے متاثر ہونے والے زیادہ تر مریض Asymptonetic ہوتے ہیں۔ یعنی ان میں کوئی علامات

ظاہر نہیں ہوتیں اور یہ مرض لیبارٹری کے دو عام (Screening Tests) یعنی HBs Ag اور HCV-ab کے ذریعہ Detect ہو جاتا ہے۔ یہ دونوں ٹیسٹ انتقال خون سے قبل بھی کئے جاتے ہیں۔ لہذا ان دونوں کی تشخیص بہت آسان ہوگئی ہے۔

وہ مریض جن میں علامات ظاہر ہوتی ہیں ان کی تشخیص عموماً ڈاکٹر کے ذریعے ہوتی ہے۔ بعض مریضوں میں یرقان کی علامت ظاہر ہوتی ہے جس میں مریض کے HBs-Ag اور HCV-ab ٹسٹ ضرور کروانے چاہئیں۔ بعض اوقات یرقان اور دیگر علامات اتنی شدید ہوتی ہیں کہ مریض خود ڈاکٹر کو بتاتا ہے کہ مجھے یرقان ہو گیا ہے اور فلاں فلاں علامت بھی ظاہر ہوئی ہے۔ ایسے مریضوں میں جگر کی خرابی کی شدت جانچنے کیلئے جگر کے مخصوص ٹسٹ Liver Function Tests بھی کروائے جاتے ہیں۔ جن میں ALT اور AST خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

علاج Treatment

چونکہ ان دونوں بیماریوں کے مریضوں میں عموماً علامات ظاہر نہیں ہوتیں لہذا ابتدائی طور پر اکثر ان کی تشخیص نہیں ہوتی۔ اسی دوران قدرتی طور پر انسانی جسم ان بیماریوں کے خلاف مدافعت کی کوشش شروع کر دیتا ہے جس میں عموماً انسانی جسم اس بیماری پر غالب آ جاتا ہے۔ یہ قوت مدافعت (Immunity) متاثرہ شخص کی عمر صحت اور اس میں داخل ہونے والے وائرس کی قسم اور مقدار پر منحصر ہوتی ہے۔ جن مریضوں میں یہ وائرس مکمل طور پر جسم سے خارج ہو جائیں وہ (Immune) ہو جاتے ہیں اور (Chronic) بیماری کا شکار نہیں ہوتے۔ جب کہ وہ مریض جو اس وائرس کو خارج نہیں کر سکتے وہ (Chronic) ہو جاتے ہیں۔ ایسے مریضوں میں مخصوص (Anti-Viral Agents) ادویات بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔ جن کی مدد سے تقریباً 50% ایسے مریضوں میں اچھے نتائج ملتے ہیں لیکن ان میں سے بھی تقریباً 50% مریضوں میں بیماری دوبارہ عود کر آتی ہے اور یہ علاج بھی نہایت مہنگا ہوتا ہے۔ جس کا ایک عام آدمی متحمل نہیں ہو سکتا۔

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے وہ مریض جن میں یہ مرض پیچیدہ ہو کر جگر کے سکڑاؤ (Cirrhosis) میں تبدیل ہو جائے۔ ان کو صرف Supportive تھراپی دی جا سکتی ہے۔ مگر جگر کے سکڑاؤ (Cirrhosis) کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اسی طرح جگر کے سرطان کا موثر علاج بھی اب تک دریافت نہیں ہو سکا۔

Hepatitis کا علاج اس بیماری کی Stage اور نوعیت پر منحصر ہوتا ہے اور تمام تر تحقیقات کے باوجود اس بیماری کا 100% شافی علاج اب تک دریافت نہیں ہو سکا۔

حفظ ماتقدم

Prophylaxis

علاج کا ایک اہم پہلو حفظ ماتقدم ہے۔ ہیپاٹائٹس بی سے بچاؤ کا سب سے مؤثر طریقہ اس بیماری کیخلاف Vaccination کروانا ہے۔ یہ ٹیکے ہر عمر کے افراد کو لگائے جا سکتے ہیں۔ وہ افراد جن کو یہ بیماری ہونے کا زیادہ خطرہ اور امکان ہوتا ہے (مثلاً ڈاکٹرز پیرامیڈیکل سٹاف) انہیں یہ Vaccination ضرور کروالینی چاہئے۔

روک تھام Prevention

اب اس بیماری کے سب سے اہم پہلو کی طرف آتے ہیں۔ یعنی ایسا پرہیز کیا جائے۔ جس سے Hepatitis کے موذی مرض سے بچا جا سکے۔ یعنی یہ مرض انسان پر حملہ آور ہی نہ ہو سکے۔ یہ جاننے کیلئے ان راستوں اور طریقوں کو جاننا نہایت ضروری ہے جس کے ذریعے یہ وائرس انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں HBV اور HCV دونوں مندرجہ ذیل طریقوں اور راستوں سے انسانی جسم میں داخل ہوتے ہیں۔

ہیپاٹائٹس بی اور سی کے پھیلاؤ کے اسباب

1- ہیپاٹائٹس بی اور سی سے متاثرہ خون کے انتقال سے۔
2- استعمال شدہ سرنج کو ایک سے زیادہ افراد میں استعمال کرنے سے۔
3- ایسے آلات جراحی سے جو صحیح طریقے سے Sterlize نہ کئے گئے ہوں۔
4- وہ تمام اوزار جن سے انسانی جسم پر زخم آئے۔
ان میں حجام کے وہ اوزار (بلیڈ وغیرہ) جو آلودہ ہوں۔
کان اور ناک چھیدنے والی جراثیم آلودہ سوئیاں اور جسم پر نام کندہ کروانے والے (Tatooing) اوزار شامل ہیں۔
5- متاثرہ شخص کے ساتھ جنسی ملاپ سے۔
6- متاثرہ حاملہ ماں سے پیدا ہونے والے بچے کو۔
7- جراثیم آلودہ گھریلو اشیاء کے استعمال سے مثلاً ایسے آلودہ ٹوتھ برش جن پر خون لگ جائے۔

مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کر کے اس مہلک اور موذی مرض سے بچا جا سکتا ہے کیونکہ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔

1- اس بیماری کے متعلق عمومی آگاہی ہونا۔
2- انتقال خون کے وقت ہمیشہ تصدیق شدہ خون حاصل کریں۔
3- ہمیشہ ڈسپوزیبل سرنج استعمال کریں۔
4- تمام تیز دھار آلات کے استعمال میں احتیاط کریں۔ یعنی کسی دوسرے کا بلیڈ یا ریزر استعمال نہ کریں۔ حجام کے آلات بھی جراثیم آلودہ نہ ہوں۔ شیو کرواتے وقت بلیڈ ضرور بدلوالیں۔
5- کسی دوسرے کا ٹوتھ برش بھی استعمال نہ کریں۔
6- کان اور ناک وغیرہ چھدوانے والے آلات Sterlize ہونے چاہئیں۔
7- جنسی تعلقات میں احتیاط اور دینی روایات کی پابندی کریں۔
8- Hepatitis-B سے 100% بچاؤ صرف متعلقہ ویکسین سے ہی ممکن ہے۔

☆......☆......☆

نقشِ وفا

دھر میں نقشِ وفا وجہِ تسلّی نہ ہوا
ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہِ وفا سے چھوٹوں
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

دل گزر گاہِ خیالِ مے و ساغر ہی سہی
گرنفس جادۂ سر منزلِ تقویٰ نہ ہوا

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے پہ بھی راضی کہ کبھی
گوش منّت کشِ گلبانگ تسلّی نہ ہوا

کس سے محرومیٔ قسمت کی شکایت کیجئے؟
ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں، سو وہ بھی نہ ہوا

مر گیا صدمۂ یک جنبشِ لب سے غالب
ناتوانی سے حریفِ دمِ عیسیٰ نہ ہوا

(غالب)

☆☆☆

خواجہ حیدر علی آتش

(شکیل احمد ناصر۔ ربوہ)

ولادت وابتدائی حالات

آتش تخلص، خواجہ حیدر علی نام تھا۔ آباؤ اجداد دلی کے رہنے والے تھے۔ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں ان کے والد خواجہ علی بخش دلی سے فیض آباد آئے اور محلہ مغلپورہ میں سکونت اختیار کی۔ آتش کی تاریخ ولادت معلوم نہیں اندازاً 1192ھ بنتی ہے۔

آتش، وجیہہ سرخ وسفید اور خوبصورت کشیدہ قامت اور چھریرے بدن کے تھے۔ ابھی اچھی طرح جوان نہ ہونے پائے تھے اور تعلیم بھی خوب نہ ہوئی تھی کہ باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا اور تعلیم نامکمل رہ گئی۔

لکھنو میں آمد اور شاعری کا آغاز

نواب محمد تقی، حیدر علی آتش کو اپنے ساتھ لکھنؤ لے آئے۔ یہاں آکر دیکھا تو ان کو دوسری دنیا نظر آئی۔ جرات کی شاعری کا گھر گھر چرچا تھا۔ انشا اور مصحفی کی شاعری لوگوں کا دل لبھاتی تھی۔ ان کو بھی شعر وسخن کا شوق پیدا ہوا۔ مصحفی کے شاگرد ہو گئے اور چند روز کی محنت سے ایسی مشق بہم پہنچائی کہ یہ خود صاحب طرز ہو گئے۔

علمی استعداد زیادہ نہ تھی مگر رواج زمانہ، بزرگوں کی صحبت اور مصحفی جیسے استاد کی شاگردی نے شاعروں کی ضرورتوں سے ان کو اچھی طرح واقف کر دیا تھا۔ کلام کو مشق کے زور سے قوت دیتے رہے۔ اصناف سخن میں غزل کے سوا اور کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا۔ زبان کی تراش خراش اور پاکیزگی میں اتنی کوشش کی کہ شاعری میں منفرد مقام حاصل کر لیا۔

وفات

1847ء میں آتش نے انتقال کیا۔ مولانا آزاد لکھتے ہیں۔

''ایک دن بھلے چنگے بیٹھے تھے کہ یکا یک ایسا موت کا جھونکا آیا کہ شعلے کی طرح بجھ کر رہ گئے۔'' (آب حیات ص 374)

آتش کی شاعری

آتش کی شاعری میں لطف زبان ایسا ہے کہ تعریف نہیں ہو سکتی اور محاورہ بندی ایسی ہے کہ جواب نہیں رکھتی۔ اکثر اعلیٰ درجے کے مضامین بندش پاتے ہیں۔ ان کے اشعار میں شوخی اور بانکپن ہوتا ہے۔ مولوی عبدالسلام ندوی کے قول کے مطابق اردو زبان میں رندانہ مضامین میں حافظ کے جوش اور ان کی سرپرستی کا اظہار صرف خواجہ آتش کی ہی زبان سے ہوا ہے۔ (شعر الہند جلد 1 صفحہ 218)

مولوی عبدالحی مصنف گل رعنا لکھتے ہیں۔ زبان کی صحت وصفائی میں یہ اپنے حریف ناسخ کے دوش بدوش چلتے ہیں مگر نازک خیالی اور بلند پروازی میں ان کا حریف ان سے بہت زیادہ اونچا جاتا ہے اور سوز وگداز میں یہ ان سے آگے ہیں۔ (گل رعنا صفحہ 361)

رام بابو سکسینہ کی رائے:۔ کلام میں تخلص کے اعتبار سے گرمی بہت ہے۔ تصنع اور تکلف مطلق۔ نہ بے جا و فضول تمثیلوں سے شعر بے مزہ کئے ہیں۔ ترشے ہوئے الفاظ آبدار موتیوں کی طرح لڑی میں پروئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر اشعار میں روانی موسیقیت کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ محاورات ایسے برمحل استعمال کئے ہیں کہ ان کی شاعری مرصع سازی معلوم ہوتی ہے۔ ان کے بعض اشعار پوری اردو شاعری میں اپنا جواب نہیں رکھتے۔ میر وغالب کے بعد اگر کسی کا مرتبہ ہے تو وہ آتش ہیں۔ (تاریخ اردو ادب صفحہ 217)

نمونہ کلام

نقش و نگارِ حسنِ بتاں کا نہ کھا فریب
مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتیں
عاشق ہیں ہم کو مدّنظر کوئے یار ہے
کعبہ کے حاجیوں کو مبارک زیارتیں
ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر
کافور کھائیے تو ہوں پیدا حرارتیں

....

چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا
طبل و علم ہے پاس نہ اپنے ہے ملک و مال
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

....

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقیں آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشیں آیا
نہ چھوڑے گا کسی کو آسمان بے گور میں بھیجے
سمجھ زیرِ زمیں اس کو جو بالائے زمیں آیا

....

رات کو میں نے، مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا
خاک پر سنگِ درِ یار نے سونے نہ دیا
دھوپ میں سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا
رات بھر کیں دلِ بے تاب نے باتیں مجھ سے
رنج و محبت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

....

کوئی عشق میں مجھ سا افزوں نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنوں نہ نکلا
بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

....

دل کو گھر اس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے
اس کے کوچے کے تصور میں غش آیا ہے مجھے
آستانِ یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

....

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجھکو
اٹھتے اٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
فرقتِ یار میں مردہ سا پڑا رہتا ہوں
روح قالب میں نہیں، جسم ہے تنہا باقی
اس قدر سینہ غمِ عشق سے معمور ہوا
نہ رہی دل میں مرے حسرتِ دنیا باقی

....

کچھ نظر نہ آیا پھر جب تو نظر آیا مجھے
جس طرف دیکھا مقامِ ہُو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کی طرف
یوسف اس بازار میں ہر سُو نظر آیا مجھے

....

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیاں کیا
نکلا نہ ایک اپنی زباں سے سخن درست
کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہیں
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

....

یہ آرزو تھی تجھے گل کے رُوبرو کرتے
ہم اور بلبل بیتاب گفتگو کرتے
پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے
مری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے
جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے
نہ پوچھ عالم برگشتۂ طالعی آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

رپورٹ 45ویں سالانہ تربیتی کلاس 2001ء

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان سے مورخہ 20 مئی تا 3 جون مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام 45 ویں سالانہ تربیتی کلاس کا انعقاد ہوا۔ امسال کلاس میں 46 اضلاع کی 274 مجالس کے 777 طلباء نے شرکت کی۔

کلاس کا افتتاح مورخہ 20 مئی کو صبح 8 بجے مکرم و محترم سید عبدالحی شاہ صاحب ناظر اشاعت نے کیا۔ افتتاح کے فوراً بعد تدریس کا آغاز کر دیا گیا۔

انتظامیہ

ناظم اعلیٰ: ****************** مکرم حافظ خالد افتخار صاحب

نائب ناظم اعلیٰ: ************** مکرم شمشاد احمد قمر صاحب

نائب ناظم اعلیٰ: *************** مکرم مدثر احمد صاحب

ناظم رابطہ: *************** مکرم سلیم الدین صاحب

ناظم روشنی: ************* مکرم مرزا فضل احمد صاحب

ناظم تدریس: ************* مکرم اسد اللہ غالب صاحب

ناظم نظم وضبط: ************ مکرم ڈاکٹر سلطان مبشر صاحب

ناظم کھیل: ************** مکرم رفیق احمد ناصر صاحب

ناظم تربیت: ************* مکرم نصیر احمد انجم صاحب

ناظم طبی امداد: *********** مکرم ڈاکٹر عبداللہ پاشا صاحب

ناظم مشق تقاریر، سٹیج، انعامات: مکرم اسفند یار منیب صاحب

ناظم خوراک: ************* مکرم خلیل احمد تنویر صاحب

ناظم رہائش: ************** مکرم امین الرحمٰن صاحب

ناظم صفائی وآب رسانی: *** مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب

ناظم رجسٹریشن: ************ مکرم سید میر محمود احمد صاحب

ناظم سمعی وبصری: ************ مکرم فرید احمد نوید صاحب

ناظم حاضری ونگرانی: ********** مکرم ظہیر احمد خان صاحب

ناظم مہمان نوازی: ******** مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب

ناظم سٹال: ********************* مکرم اکبر احمد صاحب

ناظم وقار عمل: ************ مکرم نعیم اللہ خان ملہی صاحب

ناظم سائیکل سٹینڈ: *********** مکرم میر مظفر احمد صاحب

تربیتی کلاس کے دوران روزانہ نماز تہجد اور پانچوں نمازیں با جماعت ادا کی جاتی رہیں۔ مغرب کی نماز بیت مبارک میں ادا کی جاتی رہی۔ روزانہ نماز فجر کے بعد درس کا اہتمام اور ورزش کا پروگرام ہوتا رہا۔ تدریس میں قرآن کریم ناظرہ و باترجمہ، حدیث، فقہ اور کلام کے مضامین شامل تھے۔ نیز طلباء کو روزانہ مشق تقاریر کروائی جاتی رہی۔ تدریس کے دوران علماء سلسلہ سے تقاریر اور علمی و معلوماتی لیکچرز دلوائے گئے۔ کلاس کے دوران طلباء کے درمیان تلاوت، نظم، تقریر اور بیت بازی کے مقابلہ جات کروائے گئے۔ پوزیشنز حاصل کرنے والے طلباء کو انعامات دیئے گئے۔ نماز عصر کے بعد طلباء کیلئے مختلف کھیلوں کا انتظام کیا گیا۔ کلاس کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجالس عرفان پر مشتمل چار پروگرام دکھائے گئے اسی طرح تین سوال و جواب کی مجالس کا انتظام کیا گیا۔

مورخہ 25 مئی بروز جمعۃ المبارک طلباء کو ربوہ کی سیر کروائی گئی اور سیر پر مضامین لکھوائے گئے۔ 25 مئی اور یکم جون جمعہ کے روز طلباء نے اپنی اپنی رہائش گاہوں کی صفائی کی۔ روزانہ نماز عصر کے بعد طلباء کا ایک گروپ وقار عمل کرتا رہا۔ مورخہ یکم جون کی شام طلباء کیلئے ایک تفریحی پروگرام کا اہتمام کیا گیا اور رات کو طلباء کو ایوان محمود میں عشائیہ دیا گیا۔ عشائیہ میں مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرمائی۔

2 جون کو طلباء کا تحریری امتحان ہوا جس کا رزلٹ 95% رہا۔ مورخہ 3 جون کو صبح 9 بجے تربیتی کلاس کی اختتامی تقریب کا انعقاد ہوا۔ اختتامی تقریب میں مکرم ومحترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے بطور مہمان خصوصی شرکت فرما کر طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے اور اختتامی خطاب سے نوازا۔

تربیتی کلاس کے امتحان اور دیگر مقابلہ جات میں درج ذیل طلباء نے پوزیشنز حاصل کیں اور انعامات حاصل کئے۔

امتحان تربیتی کلاس

اوّل: عزیزم محمد احمد (وہاڑی)

دوم: عزیزم احمد شہزاد (ربوہ)

سوم: عزیزم فخر احمد (فیصل آباد)

چہارم: عزیزم صہیب احمد (ربوہ)

پنجم: عزیزم عطاء الصبور ظفر اللہ (مظفر گڑھ)

ششم: عزیزم منصور احمد (راجن پور)

ہفتم: عزیزم جمال ناصر (لاہور)

ہشتم: عزیزم ہبۃ الحئی (سیالکوٹ)

نہم: عزیزم منور احمد قمر (ربوہ)

دہم: عزیزم عزیز ذیشان ظفر اللہ (ربوہ)

صوبہ پنجاب میں اول: عزیزم منیر احمد۔ فیصل آباد

دوم: عزیزم حافظ اعجاز الٰہی۔ قصور

صوبہ سندھ میں اوّل: مرزا فرحان احمد۔ کراچی

دوم: عزیزم مصور احمد۔ کراچی

صوبہ سرحد میں اوّل: عزیزم منیب احمد میر۔ اٹک

دوم: عزیزم قاضی انور سجاد۔ پشاور

صوبہ بلوچستان میں اوّل: عزیزم فیض عظیم۔ کوئٹہ

دوم: عزیزم عمر ملک۔ کوئٹہ

آزاد کشمیر میں اوّل: عزیزم محمد قدیر۔ کوٹلی

دوم: عزیزم اعجاز محمود۔ کوٹلی

مقابلہ تلاوت قرآن کریم

اوّل: عزیزم سید جمال احمد۔ کراچی

دوم: عزیزم سید حفاظت احمد۔ سیالکوٹ

سوم: عزیزم مسعود احمد۔ ربوہ

نظم خوانی

اوّل: عزیزم عرفان احمد۔ گوجرانوالہ

دوم: عزیزم اسد اللہ زاہد۔ ربوہ

سوم: عزیزم احمد ہبۃ البسیط۔ ربوہ

سوم: عزیزم جمال احمد۔ کراچی

تقریر

اوّل: عزیزم ہبۃ الحی۔ سیالکوٹ

دوم: عزیزم اسد اللہ زاہد۔ ربوہ

سوم: عزیزم سید جمال احمد۔ کراچی

سوم: عزیزم رضوان سلیم۔ ڈیرہ غازیخان

بیت بازی

اوّل ٹیم: نعیم احمد + قاسم علی۔ مٹھی

دوم ٹیم: ساجد احمد نبیل + احسن محمود۔ کراچی

سوم ٹیم: خضر جمالی + طارق جاوید۔ ملتان

مضامین

اوّل: عزیزم ظہیر عباس۔ خوشاب

دوم: عزیزم احمد حمید۔ جہلم

سوم: عزیزم حافظ اعجاز الٰہی۔ قصور

سائق

اوّل: عزیزم سلمان اختر۔ منڈی بہاؤالدین

دوم: عزیزم اعزاز احمد۔ حیدر آباد

سوم: عزیزم منعم رشید ملک۔ کراچی

☆☆☆

حادثاتی ایجادات

(مکرم محمد زکریا ورک صاحب-کینیڈا)

اس مضمون میں ان ایجادات کا ذکر کیا جائے گا جو محض اتفاقاً ہوئیں یعنی ان کے پیچھے معمولی سا حادثہ یا واقعہ کارفرما تھا مگر چونکہ ان کا موجد چوکنا اور ایسی ایجاد کی تلاش میں تھا اس لئے اس نے بہ آسانی وہ چیز ایجاد یا دریافت کر لی اسی طرح دریافت کرنے میں اس کی حاضر دماغی کا بھی کافی دخل تھا جیسے اصول ارشمیدس اور کشش ثقل کی دریافت۔ ہاں اس کے ساتھ لوئی پاسچر کا یہ قول بھی مدنظر رہے۔ Chance favours the prepared mind. کہتے ہیں کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے مگر یہ مضمون پڑھنے کے بعد قارئین کو یہ اندازہ ہوگا کہ دراصل ایجاد ضرورت کی ماں ہوتی ہے۔ یعنی ایجاد ہوگئی اور پھر اس کی ضرورت کا احساس انسان کو ہوا۔ لوگ یہ بھی سوچتے ہیں کہ ایجاد میں کافی وقت صرف ہوا ہوگا جب کہ اس بارہ میں امریکی موجد ایڈیسن کہہ چکا ہے کہ invention is 99% perspiration and one percent inspiration یعنی ایجاد کیلئے ننانوے فی صد خون پسینہ اور صرف ایک فی صد وجدان درکار ہوتا ہے۔

کافی کا آغاز کیسے ہوا؟

کافی کا استعمال تاریخ انسانی میں ہزاروں سال سے چلا آرہا ہے۔ فرانس کا مشہور بادشاہ نپولین اس کو ایک خاص نام سے یاد کرتا تھا یعنی Intellectual's drink جب کہ فرنچ فلاسفر اور ادیب والٹیئر Voltair کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ دن میں بہتر (72) کپ کافی کے پیا کرتا تھا۔ کہتے ہیں کہ کسی زمانے میں ترکی میں یہ رواج تھا کہ اگر خاوند بیوی کو کافی مہیا نہ کر سکتا تو بیوی کو طلاق لینے کا حق حاصل ہو جاتا تھا۔ جرمن میوزیشن بیتھوون Beethoven کے بارہ میں مشہور ہے کہ وہ کافی کے ہر کپ میں ساٹھ دانے ڈالا کرتا تھا جو کہ بہت سٹرانگ کافی ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس کی دریافت ایک گڈریئے جس کا نام کالدی Kaldi تھا اس نے بحیرہ مردار کے علاقہ میں اتفاقاً آج سے دو ہزار سال قبل کی۔ ایک روز یہ گڈریا پہاڑیوں میں بکریوں کی رکھوالی کر رہا تھا۔ اس کی بکریوں نے جھاڑیوں کے اوپر لگی Berries کو چبانا شروع کر دیا جونہی انہوں نے یہ بیریز کھائیں اورانہوں نے بے اختیار اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ گڈریئے نے ان بیریز کو خود کھانے کا فیصلہ کیا اور چند منٹوں میں وہ خود بھی ہیجانی حالت میں اچھل کود رہا تھا۔

ایک راہب نے جو اس کو یوں پھدکتے دیکھا تو راہب نے بھی یہ بیریز کھالیں اور اس پر بھی ایسا ہی ردعمل ہوا۔ پھر اس راہب نے ان کے اوپر گرم پانی ڈالا اور اس کو پیا تو اس کا ذائقہ بہت مزیدار تھا اس کے بعد اس نے مشروب خانقاہ کے اندر دوسرے راہبوں کو پلایا تو وہ ساری رات عبادت کے دوران بہت چست اور حاضر دماغ رہے۔ تو یوں کافی پینے کا آغاز ہوا۔ دنیا میں سویڈن کے لوگ سب سے زیادہ کافی پیتے ہیں دنیا کے مختلف ممالک کی کافی بہت مشہور ہے جیسے کینیا اور سعودی عرب کی۔ امریکہ اور کینیڈا میں کافی بہت پی جاتی ہے اور کافی ہاؤسز جگہ جگہ پائے جاتے ہیں۔

ایک اور روایت کے مطابق کافی پینے کا آغاز 700ء کے لگ بھگ ایتھوپیا کے ملک میں ہوا وہاں سے یہ ملک عرب میں آیا اور نویں صدی کے آخر میں کافی سے مشروب قہوہ کے نام سے عوام میں مقبول ہو گیا۔ قہوہ کے معنی ہیں ایسا مشروب جس سے نیند نہ آئے۔ یہ قہوہ کافی کے دانوں کو پانی میں ابال کر تیار کیا جاتا تھا پھر لوگوں نے ان دانوں کو بھوننا شروع کر دیا تو

تیار ہونے والا مشروب اور بھی مزیدار تھا۔

تیرہویں صدی کے آخر میں مسلمان ممالک میں کافی پینے کا رواج عام ہو چکا تھا چنانچہ اسلام جوں جوں پھیلتا گیا اور جن جن ممالک میں یہ پھیلا وہاں کافی پینے کا رواج عام ہو گیا اور یوں نارتھ افریقہ اور بحیرہ روم کے آس پاس کے ممالک میں کافی بہت مقبول عام ہوگئی۔ پہلی کافی شاپ 1475ء کے لگ بھگ استنبول میں کھلی۔ سولہویں صدی میں کافی شام۔ مصر۔ ایران اور ترکی کے ممالک میں عام پی جاتی تھی اور جگہ جگہ کافی شاپ کھل چکی تھیں جیسے مدینہ، بغداد، اسکندریہ، دمشق، استنبول، پھر ترکی سے کافی خلیفہ سلیمان اعظم کے سپاہیوں کے ذریعہ یورپ پہنچی اور مقبول عام ہوگئی۔

کونین کیسے دریافت ہوئی

بیماریوں کے علاج میں کونین Quinine یعنی سنکونا درخت کی چھال کے جوہر (سفوف کونین) نے عظیم الشان کردار ادا کیا ہے اس دوا سے ملیریا بخار کا علاج کیا جاتا ہے جو مچھر سے پھیلتا ہے۔ کہتے ہیں کہ کونین کی دریافت 1600 کے لگ بھگ محض اتفاقی طور پر ہوئی۔

جنوبی امریکہ کے ملک پیرو میں ایک سپینش سپاہی کو ملیریا کا سخت بخار ہو گیا اور اس پر کپکپی طاری ہوگئی اس کے ملٹری یونٹ میں سپاہی اس کو پیچھے چھوڑ کر آگے روانہ ہو گئے۔ سپاہی کو سخت پیاس لگی تو وہ رینگتا ہوا ایک قریبی تالاب تک گیا اور پانی پی لیا اگرچہ پانی کا ذائقہ کڑوا تھا مگر پھر بھی اس نے اسے پی ہی لیا۔ اس کے بعد وہ سو گیا جب وہ بیدار ہوا تو اس کا بخار ختم ہو چکا تھا اور وہ دوبارہ سفر کر کے اپنے یونٹ سے جا ملا اور دوسرے سپاہیوں کو اس تالاب کے شفا دینے والے اثرات سے آگاہ کیا۔ جب اس پانی کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس میں کڑواہٹ کی وجہ درخت کی وہ چھال تھی جو تالاب کے اندر پڑا ہوا تھا۔

سپاہی نے محض اتفاقی طور پر یہ بات دریافت کر لی کہ Cinchona درخت کی چھال سے ملیریا کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ درخت کی چھال سے پاؤڈر بنا کر اس کی گولیاں تیار کی جاتی ہیں جو ملیریا کا موثر علاج ہے۔ دنیا میں آج بھی سب سے زیادہ اموات ملیریا سے ہوتی ہیں یعنی پانچ صد ملین افراد کو ملیریا کا بخار ہر سال ہوتا ہے جن میں سے تین ملین موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔

مائیکرو ویو اوون کیسے ایجاد ہوا؟

مائیکرو ویوز گرمی اور روشنی کی ویوز کی طرح شارٹ ریڈیو ویوز ہیں یہ موشن کے ذریعہ کام کرتی ہیں۔ یہ غذا کے اندر مالیکیول میں حرکت پیدا کرتی ہیں جن کی وجہ سے فرکشن پیدا ہوتی ہے۔ اس کی سادہ مثال سردی کے موسم میں انسان کا ہاتھ ملنا ہے۔ فرکشن کی وجہ سے کھانے کے اندر حرارت پیدا ہوتی ہے جس سے کھانا گرم ہو جاتا ہے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد 1946ء میں امریکہ کی رے تھیان کمپنی Raytheon Co. کا ایک ملازم Percy Spencer لیبارٹری کے معائنہ کے دوران میگنا ٹرون Magnetron کے سامنے آ کر رکا جو مائیکرو ویوز پیدا کرتی ہیں۔ میگنا ٹرون وہ پاور ٹیوب ہے جس سے ریڈار سیٹ ڈرائیو ہوتا ہے۔ اس کی جیب میں چاکلیٹ بار تھی جب اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ پگھل چکی تھی اس کو فوراً اس بات کا احساس ہو گیا کہ چاکلیٹ دراصل مائیکرو ویوز کی وجہ سے پگھلی ہوئی تھی۔ چنانچہ رے تھیان کمپنی نے اس کی سفارش پر 1947ء میں سب سے پہلا اوون ریڈار رینج کے نام سے تیار کیا جس کا وزن 750 پاؤنڈ تھا اور پانچ فٹ چھ انچ لمبا تھا۔ 1953ء میں اس کی قیمت تین ہزار ڈالر تھی اور یہ صرف ریستوران اور بحری جہازوں کے اندر استعمال ہوتا تھا اور اب یہ ہر گھر میں کچن کی زینت بن چکا ہے کیونکہ پلک جھپکتے گرما گرم کھانا مل جاتا ہے۔

☆☆☆

عربی شاعری

(مقبول احمد ظفر۔ متخصص ادب عربی)

جیسا کہ پچھلی قسط میں ذکر ہو چکا ہے کہ زمانہ جاہلیت کے عربی قصائد راویوں کی بے احتیاطیوں کی وجہ سے مشکوک ہیں لیکن یہ بھی درست نہیں کہ وہ تمام کے تمام قصائد بعد کے زمانوں میں گھڑے گئے۔ ہاں بعض بنائے ہوئے شعروں کا بعد کے زمانہ میں اِن قصائد میں شامل ہو جانا بعید از قیاس نہیں اور ایسی تحریف سے مکمل پاک تو صرف قرآن کریم ہی ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری خدا نے خود لے رکھی ہے اور باقی اشیاء میں زمانہ کے ساتھ ساتھ کمی بیشی کا ہونا ایک لازمی امر ہے۔

زمانہ جاہلیت کی شاعری میں سے سب سے محفوظ اور قابل اعتماد اور مستند حصہ وہ سات قصائد ہیں جو زمانہ جاہلیت میں عربوں کے پسندیدہ اور منتخب قصائد سمجھے جاتے ہیں۔ انہیں ''المعلقات السبع'' یعنی ''سات لٹکائے ہوئے'' (قصیدے) کا نام دیا جاتا ہے۔ ان کو ''المعلقات'' یعنی ''لٹکائے ہوئے'' کیوں کہا جاتا تھا تو اس میں بہت اختلاف ہے۔ ''ابن عبدربہ'' جن کا اصل نام شہاب الدین احمد تھا (ولادت ۲۴۶ھ وفات ۳۲۸ھ) اپنی مشہور کتاب ''العقد والفرید'' جو ادب عربی کے نوادر کے انتخاب پر مشتمل ہے، میں اور اسی طرح ان کے ہم عصر مؤرخ اور ادیب ''ابن رشیق'' (ولادت ۳۹۰۔ وفات ۴۲۳ھ) شاعری پر اپنی تنقید اور جرح قدح پر مشتمل بہت مشہور اور مستند کتاب ''العمدۃ فی محاسن الشعر وآدابہ ونقدہٖ'' میں لکھتے ہیں کہ ان قصائد کو المعلقات اس لئے کہتے تھے کہ انہیں ریشم پر سونے کے پانی سے لکھ کر خانہ کعبہ کے پردوں پر ان کی پسندیدگی اور عظمت کے اظہار کے لئے لٹکایا گیا تھا۔ جب کہ اسی دور کے ایک اور مشہور مورخ ابو جعفر النحاس (التوفی ۳۳۸ھ) ان معلقات کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ روایت کہ یہ قصائد کعبہ پر لٹکائے ہوئے تھے اس کی کوئی بھی سند نہیں ملتی۔ اسی طرح ان سات قصائد کے راوی ''حماد'' جو ان مورخین سے پہلے گذرے ہیں انہوں نے ان کا نام ''المعلقات'' اس لئے رکھا کہ یہ اپنی خوبصورتی اور لوگوں میں پسندیدگی کی وجہ سے ہر چھوٹے بڑے کے ذہن کے ساتھ چمٹے ہوئے تھے۔ اسی لئے حماد انہیں السموط بھی کہتا ہے، یعنی وہ ہار جو گلے میں پہنے جاتے ہیں۔ جب کہ مشہور پرانے مورخین اور اُدباء جن کی تصانیف عربی ادب کی اساس اور بنیاد سمجھی جاتی ہیں یعنی جاحظ اور المبرد اور علی القالی نے ان کو ''المعلقات'' کا نام ہی نہیں دیا بلکہ انہیں السموط یا السبع الطوال یا السبعیات کا نام دیا ہے۔

ان قصائد کے ناموں میں بھی اختلاف ہے۔ قارئین کی دلچسپی کے لئے ان قصائد کے جو نام عربی ادب کی تاریخ کی کتب میں مذکور ہوئے ہیں وہ درج ہیں یعنی (۱) المعلقات السبع (۲) السبع الطوال (۳) القصائد السبع الطوال (۴) الجاهليات۔ السبعيات (۵) المعلقات العشر (۶) السموط (۷) المشهورات (۸) المشهورة (۹) المذهبات (۱۰) المعلقات۔

یہ سات شعراء کے سات قصائد پر مشتمل قصائد کا مجموعہ ہے۔ شعراء کی تعداد اور اُن کے ناموں میں بھی اختلاف ہے لیکن ہم ان قصائد کے ناموں کے اختلافات اور ان کے شعراء کی تعداد اور ان کے ناموں میں اختلافات کے مبحث کو محققین اور عربی ادب کے سکالرز کے لئے چھوڑتے ہوئے عام قاری کے لئے اِن مشہور قصائد اور ان کے شعراء کا تعارف اور ان کی

شاعری اور ان کے قصائد کی خصوصیات اور ان میں سے بعض منتخب اشعار کا ترجمہ درج کرتے ہیں۔ طوالت سے بچنے کے لئے عربی شعر لکھنے کی بجائے صرف ان کے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے۔ جبکہ بعض مشہور شعروں کو عربی میں بھی تحریر کر دیا گیا ہے۔

امرؤ القیس

اس کا قصیدہ ان سات مشہور قصائد میں سے سب سے پہلا ہے۔ زمانہ جاہلیت کا چوٹی کا شاعر جسے جاہلیت کے تمام شعراء کا امام اور قائد کہا جاتا ہے۔ اس کی وفات آنحضرت ﷺ کی پیدائش سے ۳۰، ۴۰ سال قبل یعنی ۵۳۰ یا ۵۴۰ عیسوی میں ہوئی۔ اس کا باپ کندۃ کی شاہی نسل سے تھا اور بنو اسد کا بادشاہ تھا۔ اس کی والدہ کلیب اور مشہور قدیم عربی شاعر مہلہل ابن ربیعۃ کی بہن تھی۔ عیش وعشرت اور شاہانہ ماحول میں اس کی پرورش ہوئی چنانچہ اس کی عادتیں بگڑ گئیں اور جاہلیت کی تمام بد عادات کو اس نے اختیار کر لیا اس کی آوارگی اور گھٹیا عادات کی وجہ سے اس کے باپ نے اسے گھر سے نکال دیا چنانچہ اپنی طرح کے اوباش ساتھیوں کے ساتھ آوارہ گردی میں مشغول رہتا جب اس کے باپ کو اس کی رعایا ہی نے اس کے ظلم کی وجہ سے قتل کر دیا تو اس نے باپ کا انتقام لینے کے لئے اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے کر بنو اسد پر حملہ کر دیا لیکن اس کے اپنے ساتھی اسے جب چھوڑ گئے تو یہ فرار ہو کر قیصر کے دربار میں پہنچا۔ قیصر نے اسے بہت عزت واحترام دیا اور اس کی مدد سے اہل عرب پر دوبارہ قابض ہونے کا سوچا لیکن قیصر کے ایک درباری کی سازشوں سے بادشاہ اس کے خلاف ہو گیا اور اسے ایک زہر میں ڈوبا ہوا لباس تحفۃً دیا۔ جسے پہن کر اس کے جسم پر زخم بن گئے اور نہایت تڑپ تڑپ کر اس نے جان دی۔ اسی لئے اسے ذوالقروح کا بھی نام دیا گیا ہے یعنی خون اور پیپ سے بہنے والے زخموں والا اور اس کی شدید گمراہی والی حالت کو دیکھ کر اسے الملک الضلیل کا بھی لقب دیا جاتا ہے۔

اس کی شاعری اور اُس کا نمونہ

اس کا باغیانہ پن اور آزاد خیالی اور لاپرواہی اور بے خوفی اس کی شاعری سے ٹپکتی ہے۔ اگرچہ شاعری میں مشکل الفاظ کا استعمال زیادہ کرتا ہے لیکن شعروں کی عمدہ بندش کی وجہ سے یہ مشکل الفاظ قاری کے دماغ پر بوجھ نہیں بنتے۔ اس کی شاعری کی ایک خاص بات اس کا فصیح و بلیغ زبان میں لطیف استعاروں اور تشبیہات کا بیان کرنا ہے جو کئی مضامین کی طرف اشارہ کر رہے ہوتے ہیں۔ نیز فطرت کے حوادث و واقعات کا عمدہ بیان اس کی قوت مشاہدہ اور اس کی ذہانت اور باریک بینی پر دلالت کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ وہ پہلا عرب شاعر تھا جس نے محبوب کے کھنڈروں پر کھڑے ہو کر رونے کی رسم ایجاد کی جس کی پھر باقی عرب شعراء نے بھی تقلید کی اسے وہ پہلا شاعر بھی کہا جاتا ہے جس نے اپنے محبوب کو نیل گائیوں اور ہرنیوں سے تشبیہ دی علاوہ ازیں رات کی صفات اور اپنے گھوڑے کے اوصاف جس طرح عمدگی کے ساتھ اس نے بیان کیے ہیں وہ بے مثال ہے۔ اس کی شاعری میں سے سب سے عمدہ کلام اس کا وہ قصیدہ ہے جو عرب کے جاہلیت کے زمانہ کے مشہور سات قصائد میں سے پہلا قصیدہ ہے۔ اس قصیدہ کا آغاز اس مشہور شعر سے ہوتا ہے۔ یہ قصیدہ اس نے اپنی چچازاد عنیزہ کی یاد میں لکھا۔

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَ مَنْزِلِ
بِسِقْطِ اللِّوٰی بَیْنَ الدَّخُوْلِ فَحَوْمَلِ

ترجمہ: ''اے میرے ساتھی ٹھہر ٹھہر تا کہ ہم یہاں اپنے محبوب کی یاد اور اُس کے ٹھہرنے کی جگہ جو سقط اللوی مقام میں دخول اور حومل جگہ کے درمیان ہے، کو دیکھ کر رولیں''۔

میں دخول اور حومل جگہ کے درمیان ہے' کو دیکھ کر رولیں"۔

رات کا وصف بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے پر آنے والی رات سمندر کی اُس موج کی طرح تھی جس نے انواع و اقسام کے دکھوں اور غموں کے ذریعہ مجھے آزمانے کے لئے مجھ پر اپنے پردے لٹکا دیئے اور جب رات اتنی لمبی ہوگئی کہ اس کا ابتدائی حصہ بھی بہت دور ہوگیا اور اس کا آخری حصہ یعنی اس کا ختم ہونا بھی لمبا ہوگیا تو میں نے رات سے کہا

ألا أيُّهَا اللَّيْلُ الطَّوِيْلُ الاانْجَلِى
بِصُبْحٍ وَمَا الاِصْبَاحُ مِنْكَ بِأمْثَلِ

کہ اے رات کیا اب بھی تجھ سے یہ صبح کی صورت نمودار نہیں ہوگی لیکن (پھر میں نے سوچا کہ) اگر صبح ہوتی تو وہ بھی دکھوں اور غموں اور بے آرامیوں کے لحاظ سے تجھ رات جیسی ہی ہوگی۔ نیز کہتا ہے کہ اے رات تو بھی کیا رات ہے جس کے تارے اپنی جگہ ایسے جمے ہوئے ہیں جیسے انہیں یذبل پہاڑ کے ساتھ بٹے ہوئے مضبوط رسوں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔

اسی قصیدہ میں محبوب سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے محبوب! اپنے نازنخروں کو چھوڑ دے اگر تم نے مجھ سے جدا ہونے کا پکا ارادہ کر ہی لیا ہے تو پھر جدائی کا کوئی خوبصورت اور مناسب طریق اختیار کر۔ تیری آنکھیں صرف اس لئے آنسو بہاتی ہیں کہ اپنے دونوں تیروں سے میرے قتل ہوتے ہوئے دل کے دس ٹکڑوں کو مزید ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ اگر میرے کسی رویہ سے تجھے کوئی تکلیف پہنچی ہے تو تُو خود ہی میرے دل کو اپنے دل سے علیحدہ کرنے کی کوشش کر۔ اسی طرح تو مجھ سے جدا ہو سکتی ہے۔

سبع معلقات کے اگلے شاعروں کے تعارف اگلی قسط میں پڑھیں۔

☆☆☆

شہرِ صنم اُداس ہے۔ ہر کاخ و کو اُداس
مے خوار بھی اُداس ہیں' جام و سبو اُداس

سینے میں ہُوک اٹھتی ہے آنکھیں ہیں اشکبار
ہر تشنہ کام اِن دنوں ہے مُنہ بہ مُنہ اُداس

ساقی! پلٹ کہ رونقِ محفل نہیں رہی
اہلِ چمن اُداس ہیں ہر رنگ و بو اُداس

وہ شخص جس کے دم سے ملی تھی حیاتِ نو
اس شخص کے دیدار کی ہر آرزو اُداس

کچھ اس طرح سے چھائی ہوئی ہیں اُداسیاں
کوہ و دمن اُداس ہیں' ہر آبِ جُو اُداس

تالے سے لگ گئے ہیں زبانوں پہ آجکل
اہلِ سخن اُداس ہیں' ہر گفتگو اُداس

ہم جس کے غم میں ہیں یہاں بیتاب و بیقرار
اے دل اسی کی یاد میں رہتا ہے تُو اُداس

کیا پوچھتے ہو دوستو کیا ڈھونڈتا ہوں میں؟
پھرتا ہوں دل پہ ہاتھ رکھے کو بہ کو اُداس

احسنؔ دعائے نیم شبی رنگ لائے گی
یہ شامِ غم نویدِ سحر دے کے جائے گی

(مکرم سید احسن اسماعیل صدیقی صاحب - گوجرہ)

پہلی خلا باز خاتون

(محترمہ بشریٰ قرۃ العین صاحبہ۔ میر پور آزاد کشمیر)

''میں یہ کہنے کی جرأت نہیں کرسکتی کہ ایک عورت خلا میں مرد سے بہتر ثابت ہوسکتی ہے''۔

یہ وہ الفاظ تھے جو دنیا کی پہلی خلا باز خاتون نے اپنی پرواز کے اختتام پر کہے تا کہ کوئی مرد بُرا نہ مان جائے۔

اُسے یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ خلا میں عورت کم از کم مرد کے برابر ہے نہ صرف جسمانی لحاظ سے بلکہ ذہنی طور پر اور ہر جذبے، حوصلے، قوتِ ارادی اور قوت فیصلہ کی بناء پر بھی اور اس نے یہ بات ثابت کر کے دکھاوی ہے۔

ویلینٹینا ولاڈی میروفنا ٹریشکووا Valentina Vladimirovna Tereshkova ۱۹۳۷ء میں پیدا ہوئی۔ اس کا والد ٹریکٹر چلاتا تھا اور اس کی والدہ ایک گوالن تھی۔ اسے بمشکل یاد تھا کہ اس نے آخری مرتبہ اپنے باپ کو کب دیکھا تھا۔ اس نے اسے بوسہ دیا تھا اور خدا حافظ کہہ کر جنگِ عظیم میں لڑنے چلا گیا تھا۔ وہ ابھی چھوٹی ہی تھی جب اس کا باپ جنگ میں مارا گیا۔ اس نے اپنے پیچھے ایک جوان بیوہ، دو چھوٹی لڑکیاں (بیٹیاں) اور ایک ننھا بیٹا چھوڑا۔ جنگ کے بعد یہ لوگ پروسیلول چلے گئے اور ویلینٹینا کی ماں ایک کپڑے کے کارخانے میں ملازم ہوگئی۔ جب دونوں بہنیں سکول سے فارغ ہوئیں تو دونوں نے اپنی ماں کا ہاتھ بٹانا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ویلینٹینا ایک ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ میں بھی تعلیم حاصل کرتی رہی اور اسے فیکٹری میں اسسٹنٹ فورمین بنایا گیا۔

اپنے زمانے کی دوسری نوجوان عورتوں کی طرح وہ بھی پرواز کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔ ۲۲ برس کی عمر میں اس نے ایک مقامی کلب میں داخلہ لے لیا تا کہ پیراشوٹ سے اترنا سیکھ سکے۔ یہاں پہلی مرتبہ اس نے ثابت کیا کہ وہ بالکل عام سی عورت نہیں۔ بڑے جرأت مند پیراشوٹ سے اترنے والے بھی شروع شروع میں کچھ گھبراہٹ کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن ویلینٹینا کے انسٹرکٹر بتاتے ہیں کہ انہوں نے کبھی کسی مرد یا عورت کو اتنی دلیری اور جرأت مندانہ طریقے سے چھلانگ لگاتے نہیں دیکھا۔

اُس نے بعد میں بہترین پیراشوٹر ہونے کا تمغہ حاصل کیا اور اگلے دو سالوں میں ۱۰۰ سے زیادہ چھلانگیں لگائیں۔ پھر ایک دن جبکہ کمیونسٹ یوتھ آرگنائزیشن کی میٹنگ ہو رہی تھی کسی نے زور سے پکار کر کہا۔

''انسان نے خلا کو تسخیر کرلیا۔ ''یوری گیگرین'' پہلا روسی خلا میں پہنچ گیا''۔

یہ اپریل ۱۹۶۱ء کا واقعہ ہے۔ یہ دن اب بھی اتنا ہی تاریخی گردانا جاتا ہے جتنا کہ وہ دن تھا جب رائٹ برادرز (Wright brothers) نے ۱۹۰۳ء میں پہلی پرواز کی تھی۔ روسیوں نے امریکیوں کو خلا کی دوڑ میں شکست دے دی تھی اور خود سبقت حاصل کرلی تھی۔ یہ دوڑ اس لئے تھی کہ خلا میں پہلا آدمی کیسے بھیجا جائے۔ ''واسٹاک 1'' جو دنیا کا پہلا خلائی جہاز تھا جسے انسان چلا رہا تھا مدارِ ارضی میں پہنچ گیا۔ یوری گیگرین (Yuri Gagarin) نے زمین کے گرد ایک چکر لگایا۔ یہ چیز اس کے اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کافی تھی کہ وہ خلا میں جانے والا پہلا آدمی ہے۔ اُس نے زمین پر آنے سے پہلے ۱۰۸ منٹ تک پرواز کی۔ ایک گمنام سے آدمی نے صحیح معنوں میں بین الاقوامی شہرت حاصل کرلی تھی۔ اسے سرکاری طور پر سوویت یونین کے ہیرو کا اعزاز دیا گیا اور روس نے تو اسے ہیرو ماننے میں کمال ہی کر دیا کہ فورا لینن گراڈ میں سکول کے بچوں نے جونیئر خلائی کلب بنالیا۔ بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں جن میں بعض بچے بمشکل ۱۲ سال کے تھے خلائی پرواز کے مطالعہ میں دلچسپی لینے لگے تا کہ جب وہ بڑے ہوں تو یوری گیگرین کی طرح خلا باز بن سکیں۔

اس کے بعد دوسرا انسان خلا میں پہنچ گیا۔ یہ بھی ایک روسی تھا جس کا نام تھا ''ہرمن ٹیٹوف Herman Titov''

اُس نے زمین کے گرد کئی چکر کاٹے اور مدار میں کوئی ایک دن

کے قریب رہا۔ یوری گیگرین اور ہرمن ٹیٹوف دونوں سوویت فضائی فوج میں آفیسر تھے۔ دوسرے نوجوان بھی حیران تھے کہ شاید انہیں بھی خلا میں پرواز کا موقع ملے۔ پیراشوٹ سے چھلانگ لگانے والے بھی شیخ چلی کی طرح یہی خواب دیکھ رہے تھے۔ بعض نے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر پیش کیا لیکن خلابازی کی ٹریننگ کے لئے بہت کم کو منتخب کیا گیا۔ کامیاب ہونے والوں میں ویلینٹینا بھی تھی جس نے تمام طبی امتحان پاس کر لئے تھے اور تب اسے خلابازوں کے تربیتی سکول میں داخل کر دیا گیا۔ یہ ۱۹۶۲ء کے موسم بہار کی بات ہے۔ اس وقت تک ایک اور انسان خلا میں پہنچ چکا تھا لیکن یہ روسی نہیں بلکہ امریکی تھا۔ اس کا نام جون گلن تھا۔ ایک دوسرا امریکی جس کا نام سکاٹ کارپینٹر (Scott Carpenter) تھا اس کے فوراً بعد خلائی سفر پر روانہ ہوا۔ وہ آدمی جس کی وہ بہت تعریف کرتی تھی اور جو اس سے قریباً سو میل آگے تھا (یعنی یوری گیگرین) اب اس کی تربیت پر مامور تھا اور اسے خلائی جہاز کو کنٹرول کرنا سکھا رہا تھا۔ ہرمن ٹیٹوف بھی سکول میں لیکچر دینے کے لئے آتا تھا۔

ایک ڈاکٹر کا بیان تھا

''جہاں تک جسمانی بات کا تعلق ہے، عورت مرد کی نسبت خلائی سفر کے لئے موزوں اور مناسب ہے کیونکہ عورت کا جسم مرد کے جسم سے زیادہ سخت اور بیرونی دباؤ کا زیادہ حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورتیں حادثات اور اپریشن کے دوران صدمات کی مردوں سے زیادہ متحمل ہوتی ہیں اور پھر یہ ایک عام سی بات ہے کہ ایک مکمل عورت جسمانی طور پر مرد سے کافی چھوٹی ہوتی ہے۔ اس کے دل اور دماغ کا فاصلہ بھی نہایت کم ہے بہ نسبت مرد کے۔ اس لئے وہ کشش ثقل کو بہتر برداشت کر سکتی ہے جو خون کھینچنے کا باعث بنتا ہے۔ اس کے پٹھے کم طاقت خرچ کرتے ہیں اس لئے اسے کم آکسیجن اور خوراک چاہئے اور یہ خلائی پرواز میں ایک اہم چیز ہے اور مریخ اور چاند کی مہمات کے لئے تو یہ لابُدی چیز ہے شاید سب سے پہلے عورت ہی ستاروں پر پہنچے گی۔ خلا میں انسانی دماغ بھیجنے کا سب سے بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت کو خلا میں بھیجا جائے''۔

یہ تمام باتیں ڈاکٹر نے ویلینٹینا سے بڑے خشک انداز میں کیں۔ تمام طالبعلموں کو پیراشوٹ سے گرنے کا کورس کرنا ہوتا تھا۔

''یہ کوئی کام ہے یہ تو کھیل تماشا ہے''

ویلینٹینا کہنے لگی اور اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

''یہ اتنا آسان کھیل تماشا نہیں جتنا تم سمجھ بیٹھی ہو''

اس کے انسٹرکٹر میں سے ایک نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا ''کبھی تم نے چکری چھلانگ لگائی ہے؟'' اُس نے ایسی چھلانگ کبھی نہیں لگائی تھی لیکن وہ اس کی شائق تھی اور پھر جنہوں نے اسے ہوائی جہاز سے باہر آتے دیکھا اس کے نڈر اور لاپرواہ انداز دیکھ کر بہت حیران ہوئے۔ وہ اچانک گر پڑی اور بڑی رضا کے ساتھ لٹو کی طرح گھومنے لگی۔ یہ کوئی خاص خوشگوار بات نہ تھی جیسا کہ اُس نے مشاہدہ کیا کیونکہ اس کا سر بھاری تھا اور اس کی آنکھوں کے گرد درد ہو رہی تھی لیکن اسے سمجھایا گیا تھا کہ کیسے اس کا علاج کرنا ہے۔

آخر اس کو چکر آنے ختم ہو گئے۔ وہ حیرت سے نیچے اتر آئی اور ہاتھ ہلا ہلا کر بتانے لگی کہ وہ بالکل خیریت سے ہے۔

''یہ تو ٹھنڈی طبیعت کی مالک ہے'' انسٹرکٹر کہنے لگا۔ اس نے اپنی رپورٹ میں یہی بات لکھی۔

دوسری پیراشوٹ کی چھلانگوں کے پروگرام میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ جنگل کے اوپر پیراشوٹ کھولے۔ چنانچہ وہ ایک لمبے درخت کی اوپر والی شاخوں پر اتری۔ ایک دوسری چھلانگ اس نے جھیل کے اوپر لگائی جہاں اُسے اپنی ڈانگری سے پانی ہی میں واپس آنا تھا اور ساحل تک تیر کر جانا تھا۔

پروگرام میں ایک اور چیز شامل تھی جس کو طالبعلم اچھا نہ سمجھتے تھے لیکن ویلینٹینا اُسے بھی مذاق کے طور پر لیتی تھی۔ وہ تھی تاخیری عمل والی چھلانگ۔ پیراشوٹ سے اترنے والے کو پیراشوٹ کھولے بغیر اترنا تھا۔ جس میں وہ پتھر کی طرح نیچے گرتا حتیٰ کہ وہ زمین کے اتنا قریب آجاتا کہ وہ وہاں سے زمین پر آسانی سے پہنچ جاتا اور پھر وہ رسی کھینچتا جو پیراشوٹ کو کھول دیتی تھی۔ ٹریننگ کا دوسرا پروگرام اس قسم کا کھیل کود نہ تھا بلکہ پہیے والا پروگرام تھا جو کسی کو بھی پسند نہ آتا تھا۔ یہ ایک ایسی مشین تھی جو ایسے نظر آتی تھی جیسے

اُسے سائنسدان کی کسی حسین دنیا سے لایا گیا ہو۔ اس میں ایک ایسا کیبن تھا جو لٹو کی طرح بڑی تیزی سے گھومتا تھا۔ اس کیبن میں اسے پٹی سے باندھ دیا جاتا اور اس کے جسم کے گرد تار لپیٹ دیا جاتا تاکہ ڈاکٹر اس کے ردِعمل کا جائزہ لے سکیں۔ ویلینٹینا نے محسوس کیا جیسے اسے کسی چیز کے نیچے پیسا جا رہا ہو۔ خاص طور پر جب اس کیبن کو گھمایا جاتا تو وہ اتنی تکلیف محسوس کرتی کہ اس کے چہرے پر شکنیں نمودار ہونے لگتیں اور اس کا دل گھبرا اٹھتا۔ وہ اپنی آنکھیں بند نہ کر سکتی اور سانس بھی بہت مشکل سے لے سکتی۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ بے ہوش ہو رہی ہو۔ اس کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے کافی مجبور ہو کر اپنے آپ کو چست و چوبند رکھا۔ وہ اپنے ہاتھ اٹھا کر بتاتی کہ وہ ابھی انہیں استعمال کر سکتی ہے اور سکرین پر جو علامات نظر آئیں وہ انہیں پڑھ سکتی ہے اور انہیں یاد رکھ سکتی ہے۔ یہ بھی ٹیسٹ کا ایک حصہ تھا جو اسے کامیابی سے مکمل کرنا تھا۔ اس کے بعد پاؤں سے چلنے والی ایک مشین تھی۔ اس میں سر کے اوپر جھولے تھے جو اسے خلائی مرض کے خلاف ٹریننگ مہیا کرتے تھے۔ پھر ایک گھومنے والا میز تھا اور ایک شیطانی چرخہ بھی تھا جہاں وہ چکرا جاتی تھی اور وہ اتنی زور سے ہلایا جاتا کہ وہ ایک منٹ میں دو سو مرتبہ جھٹکے کھا جاتی۔ پھر ایک ایسا کمرہ جہاں شور ہی شور تھا۔ یہاں لاؤڈ سپیکر چیختے چلاتے، کھڑکھڑاتے، گڑگڑاہٹ کی آوازیں نکالتے اور دردناک اور ڈراؤنے انداز میں چیختے۔ پھر ایک ایسا کمرہ تھا جہاں سخت گرمی تھی اور وہاں اسے مکمل لباس پہن کر بیٹھنا پڑتا تھا اور رسوں اور سوئیوں کو ایک طے شدہ پروگرام کے مطابق گھمانا پڑتا تھا جبکہ ممتحن اسے شیشے کی کھڑکیوں میں سے دیکھتے۔ وہ اُسے کہتے کہ وہ اپنا نام بار بار لکھے جبکہ وہ اس کمرہ سے جہاں وہ موجود ہوتی ہوا باہر نکالتے اور دیکھتے رہتے کب وہ بے ہوش ہو۔ پھر دوبارہ اس کمرہ میں ہوا بھر دیتے اور ڈائل پر پھر ریڈنگ نوٹ کرتے اور دیکھتے کہ کب اس میں دوبارہ زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔ پھر اسے کہا جاتا کہ اپنا نام پھر لکھے۔

ٹریننگ کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ اسے بے وزن کیفیت کے لئے تیار کیا جائے گیگرین اور ٹیٹوف کی پروازوں کے دوران یہ سبق حاصل ہوا تھا کہ انسانی جسم کا ردِعمل مناسب ہے اس وقت جبکہ وہ کشش ثقل کی زد سے باہر ہوتا ہے لیکن ایسی زندگی جہاں کسی چیز کا وزن ہی نہ ہو اس کے لئے تیاری کرنے کی ابھی اُسے ضرورت تھی۔ ایک بارودی منجنیق کے عمل کا اچانک اور تیزی سے پھٹنا بھی طالبعلموں کو کچھ سیکنڈوں کے لئے بے وزن کر دیتا اور انہیں سکھایا جاتا کہ کیسے ٹیوبوں سے خوراک اور کھانے پینے کی چیزوں کو نکال کر اپنے منہ میں ڈالا جائے کیونکہ خلا میں کھانے کا صرف یہی ایک طریقہ ہے۔ ٹریننگ پروگرام کو بڑی احتیاط سے مرتب کیا گیا لیکن طلبہ کو اس سے بے خبر رکھا گیا۔ انہیں نہیں معلوم تھا کہ اگلا قدم کیا ہوگا؟ ان کو بڑے سکون کے ساتھ علم ہیئت اور انجینئرنگ پر لیکچر دیے جاتے۔ وہ نمونے کے خلائی جہازوں کی نشستوں پر بیٹھ جاتے اور ان کو سینکڑوں سوئیوں اور ڈائلوں کو پڑھنا سکھایا جاتا۔ انہیں احساس دلایا جاتا کہ وہ اپنے آپ کو محفوظ اور ٹھیک ٹھاک سمجھیں اور پھر اچانک ان کو پہیہ کے ساتھ گھمایا جاتا اور ان کو تیز گھومنے والی میز کے ساتھ چکر دیے جاتے۔ ان کو شور والے کمرے میں اتنا شور سنائی دیتا جس سے کان پھٹ جائیں اور انتہائی گرم کمرہ میں اتنی حرارت دی جاتی کہ ان کا دم گھٹنے لگتا اور ان کا گلا خشک ہونے لگتا اور پھر کسی جھیل یا جنگل میں پیراشوٹ سے گرایا جاتا۔ ان اعصابی اور جسمانی امتحانوں کے درمیان دماغی امتحانات بھی تھے۔ ان میں کچھ سادہ حساب کے ٹیسٹ ہوتے۔ طالبعلموں کو بالکل آسان سوال زبانی حل کرنے کے لئے کہا جاتا پھر یہ سوال مشکل سے مشکل تر ہوتے چلے جاتے اور چھپے ہوئے لاؤڈ سپیکروں سے آوازیں آتیں جو انہیں غلط جواب بتاتے۔

ویلینٹینا سے کہا جاتا "دس ۱۰ کو سترہ ۱۷ کے ساتھ ضرب دو" "ایک سو ستر ۱۷۰" "گیارہ ضرب سولہ" "تیرہ ۱۳ ضرب پندرہ ۱۵"

اس سوال کو حل کرنے کے لئے اُسے رکنا پڑتا لیکن لاؤڈ سپیکر کی آواز اسے غلط جواب بتانے کے لئے تیار ہوتی۔

"ایک سو پچاسی ۱۸۵" لاؤڈ سپیکر اسے بتاتا۔

"ایک سو پچاسی ۱۸۵" اُسے ترغیب دینے کے لئے دوبارہ آواز آتی"

''ایک سو پچاسی ۱۸۵'' ....
لیکن اس نے یقین کے ساتھ جواب دیدیا ''ایک سو پچانوے ۱۹۵'' سب سے نازک مرحلہ نہ تو شور کا تھا اور نہ ہی کسی تکلیف دہ چیز کا۔ نہ ہی وہ کسی بے چینی کو پیدا کرتا تھا بلکہ وہ تھا خاموش کمرہ۔ یہ محض پرسکون ہی نہیں تھا یا اس میں آواز کا بالکل بھی گزر نہ تھا۔ وہاں گھٹا ٹوپ اندھیرا بھی تھا۔ ویلینٹینا کو کبھی زندگی میں اتنی تنہائی کا سامنا نہ کرنا پڑا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ ممتحن اُسے دیکھ رہے ہیں۔ ان کے پاس آلات بھی تھے اور ایسے انفراریڈ کیمرے بھی تھے جو اندھیرے میں تصویریں اتار سکتے ہیں۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس کی نبض کی رفتار چیک کر رہے ہیں اور اس کے سانسوں کی دھڑکن بھی سن رہے ہیں۔ اُس نے چیخنا چاہا لیکن برداشت کرتے ہوئے خاموش رہی۔ کچھ وقفوں کے بعد اسے ریڈیو کے ذریعے انہیں رپورٹ دینا ہوتی تھی جس میں اسے یہ بتانا ہوتا تھا کہ وہ کیسے محسوس کر رہی ہے اور کس چیز کے متعلق سوچ رہی ہے۔ جب وہ ایسا کرتی تھی تو بعض اوقات وہ اُسے جواب دیتے اور اس کے ساتھ خوشگوار طریقے سے گپ شپ بھی لگاتے اور اسے یہ احساس دلاتے کہ وہ لوگوں کی محفل میں ہے لیکن بعض اوقات وہ اس سے کچھ نہیں کہتے تھے اور نہ ہی اس کی رپورٹ ملنے کی تصدیق کرتے تھے۔ ''کیا ریڈیو ٹوٹ گیا ہے''؟ وہ مائیکروفون پر چلانا چاہتی تھی کہ ان سے جواب موصول ہو سکے لیکن اس نے ایسا کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھا کیونکہ سب سے ضروری بات وہ یہ سمجھتی تھی کہ کسی طرح وہ خلا میں پہنچ جائے۔ وہ کسی بھی وقت چاہتی تو سکول چھوڑ سکتی تھی۔ وہ اپنے انسٹرکٹرز سے کہہ سکتی تھی کہ بس اتنا ہی کافی ہے اور کوئی اُسے الزام بھی نہ دے سکتا کہ اس نے ان کا وقت ضائع کیا ہے بلکہ اسے کسی بھی وقت سکول سے سبکدوش کیا جا سکتا تھا۔ انسٹرکٹرز اسے بتا سکتے تھے کہ وہ خلا میں پرواز کے لئے موزوں نہیں ہے۔ کئی طالبعلموں کے ساتھ مختلف مراحل میں ایسا ہو چکا تھا اور وہ اسکول کو بغیر ٹریننگ کے چھوڑ چکے تھے۔ ویلینٹینا کو سب سے بڑا ڈر اس بات کا تھا کہ اس کے ساتھ بھی یہی ہوگا۔ جو طالبعلم کورس میں ناکام ہو جاتا اس کے لئے سب سے تکلیف دہ بات یہ تھی کہ اسے تمام دوستوں کو چھوڑنا پڑتا۔ خلابازوں کے ٹریننگ سکول میں اکٹھے کام کرنے کا یہ عجیب جذبہ تھا اور کوئی بھی نہ چاہتا تھا کہ ان میں سے کسی کو نکال دیا جائے۔ وہ صرف اپنی قسمت پر افسوس کر سکتے تھے لیکن ایک دن ایسا آن پہنچا جب ہر ایک نے اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھا۔ یہ خوش قسمتی دو آدمیوں کے حصہ میں آئی جو اکٹھے خلا میں بھیجے گئے۔ یہ تھے کرنل پاول پولوفش (Colonel Pavel Polovich) اور میجر اینڈرائن نکولیف (Major Andrian Nikolayev)۔ وہ دونوں جلد دنیا میں خلائی جوڑے کے نام سے مشہور ہو گئے کیونکہ وہ دونوں مدار میں اکٹھے رہے۔ دونوں اپنے اپنے واسٹک جہاز میں تھے۔ دونوں نے زمین کے گرد اتنے چکر لگائے جتنے پہلے کسی نے نہیں لگائے تھے۔ پولوفش مدار میں تقریباً ۳ دن رہا اور نکولیف نے نیا ریکارڈ قائم کرتے ہوئے ۴ دن مدار میں قیام کیا۔ خلابازوں کے سکول میں ان کی کامیابی پر بڑا جوش و خروش تھا کیونکہ وہاں ہر ایک انہیں جانتا تھا ویلینٹینا بھی ان کی کامیابی پر نہایت خوش تھی کیونکہ بہر حال وہ اس کے ہم عصر اور ہم وطن تھے۔ پھر اُسے بتایا گیا کہ اب کی بار اُسے خلا میں جانا ہوگا۔ بالکل اگلی بار اُسے ایک اور ''ٹینڈم'' خلائی پرواز کے لئے منتخب کیا گیا۔ اس کے جہاز کا نام واسٹک ۶ رکھا گیا۔ واسٹک ۵ کا ہوا باز کسی مرد نے ہونا تھا اور یہ تھا اُس کا رفیق کار ویلری بائی کوف سکائی جسے وہ خلائی بھائی کے نام سے پکارتی۔ بائی کوف سکائی اب کرنل کے عہدہ پر فائز تھا۔ ویلینٹینا جس نے ابھی تک کوئی ہوائی جہاز نہ اڑایا تھا اُسے جونیئر لیفٹیننٹ کا اعزاز دیا گیا۔ وہ دونوں (بائی کوف سکائی اور ویلینٹینا) اس مقام پر اکٹھے پہنچے جہاں سے خلائی جہاز کو اڑانا تھا۔ بائی کوف سکائی کو ''ہاک یا باز'' کا نام دیا گیا جبکہ ویلینٹینا کا خلائی نام ''سی گل (Seagull) یعنی بحری بگلہ'' تجویز ہوا۔ ہاک کو پہلے خلا میں جانا تھا اس کے لئے ۱۴ جون ۱۹۶۳ء کا دن مقرر ہوا۔ صفر گھنٹہ ۳ بجے سہ پہر کو قرار دیا گیا۔ صبح ویلینٹینا خلائی اسٹیشن پر اپنے خلائی بھائی کو الوداع کہنے کے لئے موجود تھی۔

(Translation from Book-1 of F.A / F.sc)

(باقی آئندہ)

عربی ادب سے

جستہ جستہ

(محمد طاہر ندیم)

ادب پہلا قرینہ ہے محبتوں کے قرینوں میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کے متعلق آتا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ آپ نے فرمایا:۔ بڑے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ ہاں پیدا میں پہلے ہوا تھا۔

بچے کی نصیحت

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دفعہ کسی شخص نے پوچھا کہ امام صاحب کبھی آپ کو بھی کسی نے نصیحت کی؟ آپ نے فرمایا ہاں: لیکن کسی بڑے آدمی سے مجھے وہ فائدہ نہیں ہوا جو ایک بچے کی نصیحت سے ایک دفعہ ہوا۔ پھر انہوں نے واقعہ سنایا کہ ایک دن بارش ہو رہی تھی میں گھر سے نکلا۔ دیکھا کہ ایک لڑکا گلی میں دوڑتا جا رہا ہے۔ چونکہ اس وقت بارش ہو رہی تھی اور جگہ پھسلتی تھی۔ میں نے کہا۔ بچے ذرا سنبھل کر چلو۔ ایسا نہ ہو تمہارے پاؤں پھسل جائیں اور گر جاؤ۔ وہ لڑکا میری طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا۔ امام صاحب۔ آپ سنبھل کر چلئے میں اگر گرا تو اکیلا ہی گروں گا لیکن اگر آپ گرے تو ایک دنیا تباہ ہو جائے گی۔

حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ اس لڑکے کی اس بات کا آج تک مجھ پر اثر چلا آتا ہے۔

امانت

حفص بن غیاث' ہارون الرشید کے عہد میں کوفہ کے قاضی تھے۔ ایک دفعہ آپ بیمار ہو گئے اور 15 دن تک امورِ قضا کی انجام دہی سے قاصر رہے۔ جب صحت یاب ہوئے تو اپنے ایک عزیز کو سو درہم دے کر کہا کہ یہ جا کر خلیفہ کے عامل کو دے آؤ اور اسے کہو کہ یہ ان پندرہ دن کی تنخواہ ہے۔ جن میں مَیں بیماری کی وجہ سے لوگوں کے درمیان فیصلے نہیں کر سکا۔ لہذا اس پر میرا کوئی حق نہیں ہے۔

تواضع

ایک شخص نے بکر بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے تواضع سکھاؤ۔ انہوں نے فرمایا۔ اگر تم اپنے سے بڑے شخص کو دیکھو تو کہو کہ مجھ سے بڑا ہونے کی وجہ سے یہ شخص عمل صالح میں مجھ سے سبقت لے گیا۔ لہذا یہ مجھ سے بہتر ہے۔

اور اگر کسی ایسے شخص کو دیکھو جو تم سے چھوٹا ہو تو کہو کہ اس سے بڑا ہونے کی وجہ سے میں نے اس سے پہلے گناہ کرنے شروع کئے۔ چنانچہ میں اس سے زیادہ گنہگار ہوں لہذا یہ مجھ سے بہتر ہے۔

مثالیں

☆ لالچ اور طمع کی مثال سمندر کے پانی کی طرح ہے۔ جسے جتنا پیتے جائیں اتنی ہی پیاس بڑھتی جاتی ہے۔

☆ متکبر شخص کی مثال اس پرندے کی سی ہے جو فضا میں اڑتا ہے۔ وہ جس قدر بلند ہوتا جاتا ہے لوگوں کی نظر میں چھوٹا ہوتا جاتا ہے۔

☆ زبان کی مثال ایک درندے کی طرح ہے کہ جس کو اگر باندھ کر نہ رکھا جائے تو ضرور حملہ آور ہو گا اور نقصان پہنچا کر رہے گا۔

شناخت

جُحا (اہل عرب کا ملا نصر الدین) ایک دن گدھے پر سوار کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا۔ ان میں سے ایک کو جُحا سے مذاق کی سوجھی چنانچہ اس نے جُحا سے کہا۔ میں نے تمہارے گدھے کو تو پہچان لیا ہے لیکن تمہیں نہیں پہچان سکا۔

جُحا نے جواب دیا۔ ہاں گدھے عموماً ایک دوسرے کو ہی پہچانتے ہیں۔

☆☆☆

تبصرہ کتب

”کمپیوٹر سیکھیں“

مجلس اطفال الاحمدیہ مقامی ربوہ کی جانب سے شائع ہونے والی کمپیوٹر کے موضوع پر کتاب بعنوان ”کمپیوٹر سیکھیں“ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ اس کتاب کو مکرم راشد جاوید شاہد مربی سلسلہ نے تحریر کیا ہے۔ 130 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں کل 10 ابواب ہیں جن میں سے پہلے 9 ابواب میں ونڈوز کی ابتدائی مگر ضروری معلومات بتائی گئیں ہیں آخری باب ان پیج اردو (Inpage) کے تعارف پر مشتمل ہے۔ کتاب کا تقریباً ہر صفحہ تصاویر سے آراستہ ہے۔ جن احباب کے پاس کمپیوٹر موجود نہیں ان کو ان تصاویر سے کافی مدد مل سکتی ہے۔ یہ کتاب خاص طور پر ان احباب کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے جو کمپیوٹر کی بنیادی معلومات نہیں رکھتے اور کمپیوٹر سیکھنے کے خواہاں ہیں۔ خصوصیت سے ہمارے اطفال اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں کمپیوٹر سے متعلقہ چیزیں عام فہم زبان میں باتصویر سمجھائی گئی ہیں۔ اس کتاب کو صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب کے نام معنون کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں گرافکس کا کام محترم مجیب احمد صاحب، محترم حسان محمود سعد صاحب اور محترم ملک عثمان احمد صاحب نے کیا ہے۔
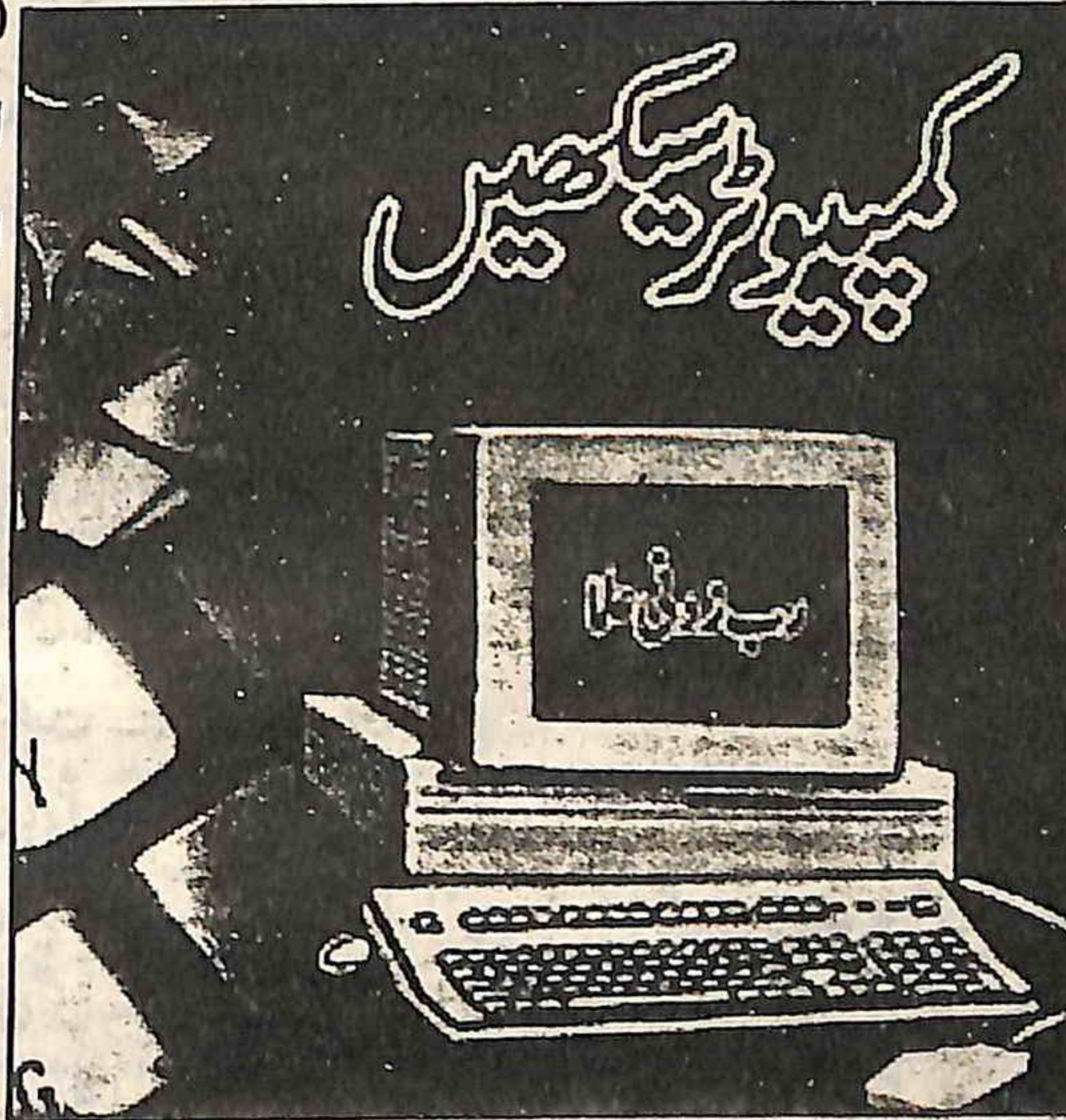
اس کتاب سے مزید استفادہ کرنے کے لئے ایک ٹریننگ سافٹ ویئر بھی تیار کیا گیا ہے جو ایک سی ڈی روم ڈسک پر دستیاب ہے۔ اس سی ڈی میں کتاب کے تمام اسباق عملی طور پر دکھائے اور سمجھائے گئے ہیں۔

اس سافٹ ویئر میں تین Options ہیں۔

1۔ ونڈوز آپریٹنگ سسٹم کے بارے میں معلومات بتائی گئی ہیں۔

2۔ ان پیج اردو کو استعمال کرنے کے بارے میں اسباق موجود ہیں۔

3۔ صاحبزادہ مرزا غلام قادر احمد صاحب کے بارے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ میں سے اقتباسات اور صاحبزادہ صاحب کے بارے میں MTA سے نشر شدہ پروگرام کی وڈیو شامل ہے۔

خدا تعالیٰ اس کتاب اور سی ڈی کو لوگوں کے لئے مفید بنائے۔ آمین

رپورٹ ساتویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش

منعقدہ 12 تا 14 اگست 2001ء

مجلس خدام الاحمدیہ نوجوانوں کی روحانی اور دینی تنظیم ہے۔ جس میں زندگی کے مختلف شعبوں کو نہایت کامیابی سے سمویا گیا ہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے آغاز ہی سے بانی خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت مصلح موعود نے خدام کو صنعت وتجارت کی طرف توجہ دلائی اور اس مقصد کیلئے خدام الاحمدیہ میں شعبہ صنعت وتجارت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ نوجوانوں کو ہنر سیکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضور نے 23 اکتوبر 1950ء کو فرمایا۔

''ہر خادم کو کوئی نہ کوئی ہنر آنا چاہئے......
پیشہ ور ہر جگہ اپنے گزارے کی صورت پیدا کر لیتا ہے
اور لوگ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں''۔

خدام کے اس شوق کو فروغ دینے کیلئے مرکزی سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پر ایک نمائش کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ جہاں چھوٹے پیمانے پر خدام اپنے فن پاروں کو رکھتے تھے۔ گزشتہ سالوں سے اس روحانی اجتماع پر پابندی کے ساتھ اس نمائش کا راستہ بھی بند ہو کر رہ گیا۔ اس کمی کو دور کرنے کیلئے 1995ء میں پہلی آل پاکستان صنعتی نمائش کا انعقاد کیا گیا۔ چنانچہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر سال باقاعدگی سے اس کا کامیاب انعقاد کیا جارہا ہے۔ خدا کے فضل وکرم کے ساتھ امسال بھی جشن آزادی کی مناسبت سے مورخہ 12-13-14 اگست 2001ء کو ایوان محمود ربوہ میں ساتویں آل پاکستان صنعتی نمائش منعقد کی گئی۔ خدا کے فضل سے یہ نمائش کامیاب رہی۔ ہزاروں کی تعداد میں خواتین وحضرات نے تین دن تک اس نمائش کو ذوق وشوق سے دیکھا اور اس دلچسپ تفریح سے لطف اندوز ہوئے۔

(مرتبہ مکرم حافظ خالد افتخار صاحب)

انتظامیہ

اس نمائش کے سلسلہ میں کام کو بطریق احسن انجام دینے کیلئے شعبہ جات اور ان کے ناظمین تجویز کر کے صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان سے ان کی منظوری لی گئی۔ انتظامیہ درج ذیل تھی۔

ناظم اعلیٰ: .... مکرم نصیر احمد انجم صاحب
نائب ناظم اعلیٰ: .... مکرم اسد اللہ غالب صاحب
ناظم نمائش گاہ: .... مکرم امین الرحمن صاحب
ناظم سٹیج و اشاعت: .... مکرم اسفند یار منیب صاحب
ناظم رہائش: .... مکرم ظفر اللہ خان طاہر صاحب
ناظم تربیت: .... مکرم حافظ خالد افتخار صاحب
ناظم خوراک: .... مکرم خلیل احمد تنویر صاحب
ناظم رابطہ: .... مکرم سلیم الدین صاحب
ناظم مہمان نوازی: .... مکرم رفیق احمد ناصر صاحب
ناظم آب رسانی وصفائی: ...... مکرم نعیم اللہ خان ملہی صاحب
ناظم انعامات: .... مکرم شمشاد احمد قمر صاحب
ناظم سمعی وبصری: .... مکرم فرید احمد نوید صاحب
ناظم نظم وضبط: .... مکرم ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب
ناظم رجسٹریشن: .... مکرم ظہیر احمد خان صاحب
ناظم طبی امداد: .... مکرم ڈاکٹر محمد عامر خان صاحب
ناظم حاضری ونگرانی: .... مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب
ناظم سٹال: .... مکرم اکبر احمد عدنی صاحب
ناظم روشنی: .... مکرم مرزا فضل احمد صاحب
ناظم سائیکل سٹینڈ: .... مکرم میر مظفر احمد صاحب

نمائش سے قبل ایک بکرا صدقہ دیا گیا۔ بعد ازاں دو اور بکرے صدقہ کے طور پر پیش کئے گئے اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کیلئے خط لکھا گیا۔

افتتاحی تقریب

ساتویں سالانہ آل پاکستان صنعتی نمائش کی افتتاحی تقریب کا آغاز 12 اگست کو صبح آٹھ بجے ہوا۔ مہمان خصوصی مکرم مولانا بشیر احمد قمر صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) نے نمائش گاہ میں جو بہت خوبصورتی اور قرینے سے ایوان محمود ہال میں سجائی گئی تھی فیتہ کاٹ کر افتتاح فرمایا اور دعا کروائی اور دیگر مہمانان گرامی کے ہمراہ نمائش ملاحظہ کی۔ بعد ازاں جملہ مہمانان کی حسب موقع خاطر تواضع کی گئی۔

نمائش گاہ

ایوان محمود کے وسیع ہال کو نمائش گاہ بنایا گیا تھا جشن آزادی پاکستان کی مناسبت سے ایک بہت بڑا اور خوبصورت پاکستانی پرچم لگایا گیا تھا۔ خوبصورت سجائے گئے میزوں پر اشیاء نفاست کے ساتھ شعبہ جات بنا کر رکھی گئی تھیں۔ ان اشیاء میں ہینڈی کرافٹس، ماڈلز، تصاویر، کیلی گرافی ...... سکیچز، الیکٹرانکس اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگی کیلئے اہم معلومات پر مبنی کمپیوٹر پروگرامنگ وغیرہ شامل تھیں۔

نمائش گاہ میں داخلہ کیلئے ٹکٹ رکھا گیا تھا۔ خواتین کے لئے الگ وقت مقرر تھے۔ مہمانوں کے تاثرات اور تبصرہ کیلئے ایک Visitor's Book بھی رکھی گئی تھی۔ ریفریشمنٹ کیلئے سٹال سے خورد ونوش ارزاں نرخوں میں دستیاب تھیں۔

اختتامی تقریب

ساتویں آل پاکستان سالانہ صنعتی نمائش کی اختتامی تقریب مورخہ 14 اگست کو رات آٹھ بجے ایوان محمود ہال میں منعقد ہوئی۔ تقریب میں معززین کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور اعزاز پانے والے خدام کی حوصلہ افزائی کا موجب بنے۔ اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی تھے۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد مکرم ناظم صاحب اعلیٰ نے صنعتی نمائش کی رپورٹس پیش کی۔ بعد ازاں محترم مہمان خصوصی نے اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم فرمائے۔ محترم مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں جملہ نمائش کو سراہتے ہوئے بعض ماڈلز کی تعریف کی اور بنانے والے خدام کی مہارت کی داد دی۔ نیز آپ نے فرمایا کہ نمائش کے معیار میں بہتری نظر آئی ہے۔ مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ ان ماہرین کے کوائف مرتب کئے جائیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ بیروزگار خدام کو یہ ہنر مند خدام ہنر سکھا سکتے ہیں۔ خطاب کے بعد محترم مہمان خصوصی نے دعا کروائی۔

اختتامی تقریب کے بعد شرکاء اور مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ دیا گیا۔

اعزاز پانے والے خدام

ماڈلز

اوّل: عمران شاہد۔ لاہور۔ ڈائیو وبس
دوئم: ملک فاروق۔ بدوملہی ضلع نارووال۔ تھریشر
سوم: شاہد احمد مقصود۔ کراچی۔ بدر اوّل لوہے کا
خصوصی انعام: عثمان احمد۔ ربوہ۔ ڈائنوسار

شعبہ الیکٹرونکس

اوّل: امتیاز احمد۔ خوشاب۔ کیلنڈر۔ دن + تاریخ + بلب پریکاشن۔ Test پینل
دوم: زاہد محمود۔ لاہور۔ آٹو پاور پریس سیفٹی
سوم: منصور احمد گورایہ۔ لاہور۔ سکیورٹی سسٹم + آٹو میٹک ڈور کلوزر + اوپنر
خصوصی انعام: حسنات احمد۔ ربوہ۔ یورپین بینکنگ سسٹم
خصوصی انعام: عبدالرحمٰن مانی۔ ربوہ۔ بیٹری والی کار

فوٹوگرافی

اوّل: لطیف قیصر۔ ربوہ۔ تصاویر
دوم: اسد سعید خان۔ کراچی۔ تصاویر

سوم: ابرار احمد۔ شیخوپورہ۔ تصاویر
خصوصی انعام: انور اقبال۔ فیصل آباد۔ تصاویر

دستکاری

اول: شہزاد احمد بٹ۔ شیخوپورہ۔ لیڈ پنسل پر تحریر
دوم: عبدالوحید ملک۔ اسلام آباد۔ ڈائنوسار کا ماڈل
سوم: عمر شہباز باجوہ۔ منڈی بہاؤالدین۔ مچھلی بنائی
خصوصی انعام: اشتیاق احمد۔ لاہور Darkness in Jungle (شیر کی تصویر) Wood Work

پینٹنگز و خطاطی

اوّل: رانا طیب احمد۔ جھنگ۔ جَو کے تنکوں سے کیلی گرافی
دوم: زاھد قریشی۔ لاہور۔ پینٹنگ + کیلی گرافی
سوم: طاہر احمد۔ سانگھڑ۔ پینٹنگ + کیلی گرافی
خصوصی انعام: ساجد نعیم۔ سیالکوٹ۔ کیلی گرافی
خصوصی انعام: سلمان لطیف۔ لاہور۔ پینٹنگ

کمپیوٹرز

اوّل: فرحان سلطان اور اویس سلطان لاہور۔ Genious Grapher
دوم: فرازِ حسن۔ کراچی Fazle-e-umar Services Web Site
سوم: راجہ ذیشان احمد۔ کراچی۔ Religious Knowledge
خصوصی انعام: عمار احمد۔ لاہور
خصوصی انعام: سلمان احمد۔ لاہور

متفرق

اوّل: مظفر احمد۔ لاہور۔ خود تیار کردہ کاغذ اور اس پر پینٹس
دوم: اشتیاق احمد۔ لاہور۔ مختلف پلیٹس پر ڈیزائن
سوم: لطف الرحیم طاہر۔ حیدر آباد۔ زمین دوز تجوری
خصوصی انعام: داؤد سلیمان۔ لاہور۔ پلاسٹک کی لڈو

خصوصی انعامات

1- محمد احمد۔ خیر پور
2- منور احمد شہزاد۔ کوئٹہ
3- نعمان احمد۔ کراچی
4- حفیظ اختر۔ بہاولنگر
5- نعیم احمد۔ مٹھی
6- ثاقب ضیاء۔ منڈی بہاؤالدین
7- خرم شہزاد۔ ربوہ
8- محمد اشرف۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ
9- رضوان احمد۔ راولپنڈی
10- وقاص سلطان۔ لاہور

☆ تمام شعبہ جات میں مجموعی طور پر ضلع لاہور اوّل رہا۔

☆☆☆

نتیجہ مقابلہ مضمون نویسی (سہ ماہی سوم)

جماعت احمدیہ نشریات کی دنیا میں فونوگراف سے ایم ٹی اے تک

اوّل: مکرم عزیز احمد عمر بھٹی صاحب .... دار العلوم وسطی ربوہ
دوّم: مکرم ہمایوں طاہر احمد صاحب .... وقف جدید ربوہ
سوم: مکرم عبدالہادی طارق صاحب ...... کوارٹرز صدر انجمن ربوہ
چہارم: مکرم راجہ بصیر احمد ابصار صاحب ...... دار الصدر شمالی ب ربوہ
پنجم: مکرم چوہدری ذیشان ظفر اللہ صاحب .. دار الفتوح غربی ربوہ
ششم: مکرم قیصر حمید صاحب .... مجلس دار الحمد فیصل آباد
ہفتم: مکرم لقمان احمد شاد صاحب .... وقف جدید ربوہ
ہشتم: مکرم طارق احمد طاہر صاحب .... وقف جدید ربوہ
نہم: مکرم وقار احمد صاحب .... فیکٹری ایریا ربوہ
دہم: مکرم عبید الرحمان صاحب .... دار النصر شرقی ربوہ

(مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ پاکستان)

تحریک ''وقف نو'' سے متعلق چند ضروری گذارشات

جو احباب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ بابرکت تحریک وقف نو میں اپنے بچوں کو شامل کرنا چاہتے ہوں اُن کی اطلاع اور راہنمائی کے لئے مندرجہ ذیل تفصیلی ہدایات شائع کی جارہی ہیں۔

(۱)...... تحریک وقف نو میں شمولیت کے لئے لازمی ہے کہ والدین بچوں کی ولادت سے قبل سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔ بچوں کی ولادت کے بعد دی جانے والی وقف کی درخواستوں کو منظور نہیں کیا جاتا۔

(۲)...... ایسے احباب جنہوں نے ولادت سے قبل وقف نو کی منظوری حاصل نہ کی ہو اُن کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے بچوں کی درخواستیں وقف نو کے لئے نہ بھجوائیں۔

(۳)...... مقامی، ضلعی اور نیشنل سیکرٹریان وقف نو کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بچوں کو اُس وقت تک اپنی لسٹ میں شمار نہ کیا کریں جب تک والدین کو وکالت وقفِ نو یا شعبہ وقف نو مرکزیہ کی طرف سے تحریری منظوری کا خط نہ دیں۔

(۴)...... بعض والدین سمجھتے ہیں کہ وقف کے لئے صرف مقامی جماعت میں اطلاع کرنا کافی ہے۔ وقف نو میں شمولیت کے لئے مناسب طریق یہ ہے کہ والدین خوب سوچ سمجھ کر دعاؤں سے کام لیتے ہوئے فیصلہ کرنے کے بعد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت اقدس میں خود تحریری طور پر وقف کی درخواست بھجوائیں۔

(۵)...... بعض احباب اپنے رشتہ داروں، عزیزوں یا دوستوں کے بچوں کے وقف کے متعلق درخواست بھجواتے ہیں کہ وہ فلاں کو وقف کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ ذکر نہیں ہوتا کہ آیا والدین کی بھی خواہش ہے کہ نہیں۔ درست طریق یہ ہے کہ وقف کی درخواست والدین خود بھجوائیں اگر خود نہ لکھ سکتے ہوں تو درخواست ان کی طرف سے ہونی چاہیے۔

(۶)...... درخواست بھجواتے وقت بعض احباب مکمل کوائف درج نہیں فرماتے اور بعض صورتوں میں پتہ حتیٰ کہ شہر یا ملک کا نام بھی درج نہیں کرتے جس کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اگر شہر یا ملک کا نام لکھا ہو تو جواب بتوسط امیر صاحب یا مشن ہاؤس بھجوایا جاتا ہے جس میں دیر لگ جاتی ہے۔ اس وقت شعبہ وقف نو کے پاس بہت سے ایسے خطوط پڑے ہوئے ہیں جن پر کوئی پتہ درج نہیں۔ اس ضمن میں یہ بھی گذارش ہے کہ لفافہ کے باہر پتہ لکھنے کی بجائے اندر خط پر پتہ تحریر کرنا زیادہ مناسب ہے۔

وقف نو کی درخواست کے ساتھ مندرجہ ذیل کوائف ضرور بھجوائے جائیں

۱۔ بچہ/بچی کے والد کا نام ۲۔ بچہ/بچی کے دادا کا نام ۳۔ بچہ/بچی کی والدہ کا نام ۴۔ گھر کا مکمل پتہ جس پر جواب بھجوایا جاسکے

ربوہ کے احباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنے دفاتر یا بیوت الذکر کا پتہ لکھنے کی بجائے اپنے گھر کا پتہ درج فرمایا کریں تاکہ انہیں براہِ راست گھر کے پتہ پر جواب ارسال کیا جاسکے۔ بعض عہدیداران صرف اپنا عہدہ لکھنا کافی سمجھتے ہیں اور اکثر مربیان اپنا پتہ لکھنے کی بجائے صرف مربی سلسلہ لکھ دیتے ہیں جو کافی نہیں۔ ایسے خطوط پر کارروائی نہیں کی جاسکتی۔

(۷)...... بعض احباب فوری طور پر خط کا جواب یا حوالہ نمبر چاہتے ہیں۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ بڑھتے ہوئے کام اور کارکنان کی کمی کی وجہ سے فوری جواب دینا ممکن نہیں۔ نوٹ فرمالیا جائے کہ خطوط کا جواب باری آنے پر ضرور دیا جاتا ہے۔

(۸)...... وقف نو کے ضمن میں اگر فوری رابطہ کی ضرورت ہو تو خاکسار کے ساتھ مندرجہ ذیل ٹیلی فون اور فیکس نمبر پر رابطہ کیا جاسکتا ہے: (020 - 8992-0843) اس فیکس نمبر پر وقف کی درخواست بھی بھجوائی جاسکتی ہے۔

(۹)...... بعض احباب فیکس کے ذریعہ وقف نو کے فارم بھجوائے جانے کی درخواست کرتے ہیں اور صرف اپنا فیکس نمبر درج کرتے ہیں اور پتہ درج نہیں فرماتے۔ایسے احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ فارم فیکس کے ذریعہ نہیں بھجوائے جاسکتے اور پتہ درج نہ ہونے کی وجہ سے ایسے خطوط پر کارروائی نہیں ہوسکتی۔

(۱۰)...... شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن سے جو حوالہ نمبر ارسال کیا جاتا ہے اسے سنبھال کر رکھا جانا چاہیئے۔

بعض احباب بار بار حوالہ نمبر کی درخواست کرتے ہیں جس سے شعبہ ہذا کا کام بڑھ جاتا ہے اور ڈاک کا خرچ الگ ہوتا ہے۔
بعض احباب حوالہ نمبر کے لئے صرف یہ لکھ دیتے ہیں کہ ان کے یا فلاں عزیز کے بچے کا حوالہ نمبر بھجوادیا جائے مگر کسی قسم کے کوائف درج نہیں کرتے۔بغیر معین کوائف کے ہزار ہا بچوں میں سے اور ملتے جلتے ناموں کی وجہ سے حوالہ نمبر بھجوانا ممکن نہیں اس لئے ان کو لکھنا پڑتا ہے کہ کوائف مکمل کریں تا کہ حوالہ نمبر تلاش کیا جاسکے جس سے کام بڑھ جاتا ہے اور تاخیر بھی ہوتی ہے۔حوالہ نمبر کے حصول کے ضمن میں یہ بھی درخواست ہے کہ حوالہ نمبر کے لئے براہِ راست انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ (لندن) یا وکالتِ وقفِ نو (ربوہ) سے رابطہ کیا جائے۔

(۱۱)...... بعض احباب حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں لکھے جانے والے اپنے خطوط میں وقف نو کی درخواست کے ساتھ ساتھ بہت سی دوسری باتیں بھی درج کردیتے ہیں مثلاً نسخہ جات کی درخواست، دعوت الی اللہ کی مساعی وغیرہ جن کی وجہ سے ان کا خط مختلف شعبہ جات سے ہوتا ہوا بہت دیر کے بعد شعبہ وقف نو کو موصول ہوتا ہے اس لئے درخواست کی جاتی ہے کہ اگر آپ وقف نو کے خط کا جواب جلدی چاہتے ہوں تو وقف نو کی درخواست میں دیگر امور کا ذکر نہ کیا جائے۔

(۱۲)...... جو احباب اپنے خطوط بتوسط پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ بھجواتے ہیں انہیں نوٹ کرلینا چاہیئے کہ ان کے خطوط لندن دستی ڈاک سے آتے ہیں بعض اوقات ایسے خطوط کئی ماہ کی تاخیر سے شعبہ وقف نو کو موصول ہوتے ہیں ان کے جواب میں اسی نسبت سے تاخیر ہوتی ہے۔

(۱۳)...... پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں نہایت ضروری ہے کہ شعبہ وقف نو لندن یا وکالت وقف نو ربوہ کو اپنے نئے پتہ سے آگاہ کیا جائے۔شعبہ وقف نو لندن کا پتہ مندرجہ ذیل ہے۔۔

Waqf-e-Nou Department (central)

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL U.K

(۱۴)...... بعض سیکرٹریان وقف نو ایک اجتماعی لسٹ میں واقفین کا نام برائے منظوری بھجوادیتے ہیں۔مناسب ہوگا کہ والدین انفرادی طور پر وقف کی درخواستیں بھجوائیں۔

(۱۵)...... وقف نو میں منظوری کے بعد والدین کو چاہیئے کہ وہ اپنی مقامی جماعت کے سیکرٹری وقف نو سے رابطہ کرکے انہیں اپنے کوائف سے آگاہ کرکے وقف نو کے پروگراموں میں شمولیت اختیار کریں۔

(۱۶)...... وقف نو کے ضمن میں بہت سا لٹریچر نصاب وقف نو' اردو کے قاعدہ جات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پانچ خطبات شائع ہوچکے ہیں۔انہیں اپنی مقامی یا مرکزی جماعت سے حاصل کرکے ان کا مطالعہ کیا جائے اور جو ہدایات ان میں درج ہیں ان پر عمل کیا جائے۔ان کتب کے لئے شعبہ وقف نو لندن کو نہ لکھا جائے۔

(ڈاکٹر شمیم احمد۔انچارج شعبہ وقف نو مرکزیہ لندن)(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل ۲۱ تا ۲۷ اپریل ۲۰۰۰ء)

☆☆☆☆☆

کمپیوٹر ڈیسک

شیخ نصیر احمد

السلام علیکم! دوستو...... امید ہے بخیریت ہوں گے۔ کمپیوٹر کی BIOS کے بارے میں جاننے سے پہلے کمپیوٹر کے کچھ سافٹ ویئرز کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔ کم از کم کسی بھی ایک آپریٹنگ سسٹم کے بارے میں کافی معلومات ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہم پہلے آپریٹنگ سسٹمز کے بارے میں جانیں گے اور کسی ایک آپریٹنگ سسٹم کو دیکھیں گے۔ اس کے ضروری اجزاء کے بارے میں اور اس کی مختلف Terms کے بارے میں معلومات حاصل کریں گے۔ آپریٹنگ سسٹم کی مثال ایک راستہ یا Track کی ہے۔ راستے یا Tracks دو تین قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سڑک، ٹرین کی پٹڑی یا ہوائی راستہ۔ اسی طرح پہاڑوں میں Tracks بنے ہوتے ہیں جن پر نہ تو موٹر چل سکتی ہے اور نہ ہی ٹرین وغیرہ اس پر آدمی پیدل ہی چلتے ہیں۔ اسی طرح ان راستوں کی سواریاں بھی الگ الگ قسم کی ہوتی ہیں۔ مثلاً موٹر گاڑی پٹڑی پر نہیں چل سکتی۔ اور نہ ہی ٹرین جہاز کی طرح اڑ سکتی ہے۔

تو اسی طرح اگر ہم ٹرین کی پٹڑی کو ایک آپریٹنگ سسٹم DOS کا نام دے دیں اور سڑک کو دوسرے آپریٹنگ سسٹم Windows کا نام دے دیں۔ تو ان پر چلنے پروگرامز وہ سواریاں ہیں جو ان آپریٹنگ سسٹمز پر Run ہوتی ہیں۔ DOS نسبتاً پرانا آپریٹنگ سسٹم ہے اور Windows نیا آپریٹنگ سسٹم ہے۔ جس طرح سڑک کی سواری مثلاً موٹر گاڑی ٹرین کی پٹڑی پر نہیں چل سکتی اسی طرح ہماری سڑک Windows کے پروگرامز DOS کی پٹڑی پر نہیں چل سکتے۔ لیکن جس طرح ٹرام وغیرہ جو ریل گاڑی کی ہی ایک قسم ہے سڑک پر بھی چل سکتی ہے۔ اسی طرح DOS کے پروگرامز Windows میں Run ہو سکتے ہیں۔ آپ پریشان نہ ہوں آہستہ آہستہ آپ اس طرح کی باتوں کے عادی ہو جائیں گے۔ آپ سوچ رہے ہوں گے کہ کمپیوٹر سڑک اور پٹڑی پر تو دوڑنے لگا ہے لیکن یہ ہوائی جہاز کا مقابلہ کب سے کرنے لگا؟ تو جناب آج کل انٹرنیٹ انٹرنیٹ کی صدائیں آپ کے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ یہ بھائی انٹر جیٹ میرا مطلب ہے انٹرنیٹ بھی آپریٹنگ سسٹمز کی ہی بدولت ہے۔ جس طرح جہاز کی سواری کرنے کے لئے آنے والی سواریاں جہاز تک پہنچنے کے لئے کئی طرح کی سواریوں پر سوار ہو کر آتی ہیں۔ سڑک پر سے بھی، ٹرین پر سے بھی اور اس کے بعد جہاز پر سوار ہوتی ہیں۔ اسی طرح انٹرنیٹ بھی کئی طرح کے آپریٹنگ سسٹمز کا ملغوبہ ہے۔ لیکن اس کی Base جس آپریٹنگ سسٹم پر ہے اسے UNIX کہتے ہیں۔ خیر باقی آپریٹنگ سسٹمز کو بھی ہم تھوڑا تھوڑا دیکھیں گے لیکن آج کل جس آپریٹنگ سسٹم سے ہر ایک کا واسطہ پڑ رہا ہے وہ Windows ہے۔ یہ آپریٹنگ سسٹم اس لئے اتنا مقبول ہے کہ اس میں Keyboard کا استعمال بہت کم ہے۔ جس طرح Keyboard پر مختلف بٹن بنے ہوئے ہیں اور ہر بٹن کا اپنا ایک فنکشن ہے۔ اسی طرح کمپیوٹر کی سکرین پر آپ کو مختلف طرح کی اور چیزوں کے علاوہ بٹن بنے ہوئے نظر آئیں گے اور آپ جب Mouse کے ذریعے ان کو دبائیں گے تو ایسا ہی لگے گا جیسے آپ کے سامنے اصلی بٹن موجود ہے اور وہ دبایا گیا ہے اور پھر اپنی اصلی حالت میں واپس آ گیا ہے۔ اسی طرح کسی پروگرام کو Run کرنے کے لئے اس کا نام آپ کو ٹائپ نہیں کرنا پڑے گا بلکہ اس پروگرام کے کام کے لحاظ سے ملتی جلتی تصویر والا بٹن آپ دبائیں گے اور وہ پروگرام چل پڑے گا۔ مثلاً آپ Painting کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو ایسا بٹن نظر آئے گا جس کے اوپر ایک کینوس بنا ہے اور اس پر مختلف رنگ بکھرے ہوئے ہیں۔ ایک برش بھی ساتھ ہی رکھا ہے۔ آپ اس بٹن پر ماؤس کا پوائنٹر لا کر ماؤس کا بٹن دبائیں گے ساتھ ہی آپ کا مانیٹر Landscape کی شکل اختیار کر لے گا اور آپ کا ماؤس آپ کے حکم کے ماتحت جادوئی شکلیں اختیار کرتا رہے گا اور آپ کا ہاتھ ایک ماہر مصور کی طرح مانیٹر کے Landscape پر برش سے مختلف رنگ بکھیرنے لگے گا اور کبھی مختلف رنگوں کے شیڈز سپرے کرتا نظر آئے گا۔ ارے ہم کن خیالوں میں کھو گئے۔ کمپیوٹر آن کر کے ہم خوابوں کی دنیا میں نکل گئے اور کمپیوٹر مانیٹر پر نظر پڑی تو مانیٹر پر جلی حروف میں لکھا ہوا نظر آ رہا تھا کہ Microsoft Windows 98 اور سکرین کے نیچے مختلف شیڈز کی دھاری رنگ بدلتی جا رہی تھی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد مانیٹر کی سکرین سے سب کچھ اچانک ہی غائب ہو گیا اور بالکل درمیان میں ایک تیر بنا ہوا نظر آ رہا ہے۔ اسے ماؤس پوائنٹر کہتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد سکرین

کے بالکل نیچے ایک ربن سا بنا ہوا نظر آ رہا ہے۔ جس کے بائیں طرف ایک بٹن بنا ہوا ہے اس پر دائیں طرف Start لکھا ہوا ہے اور بائیں طرف ایک جھنڈا سا بنا ہوا ہے۔ اسے Start Menu کا بٹن کہتے ہیں۔ اس ربن کے دائیں طرف ایک اندر کی طرف دھنسا ہوا چوکور ڈبا سا بنا ہوا ہے اس میں سب سے دائیں طرف Time لکھا ہوا آ رہا ہے۔ اس کے بعد سپیکر بنا ہوا ہے اور پھر اسی طرح کی دو ایک شکلیں بنی ہوئی ہیں۔ جو ہر کمپیوٹر پر الگ الگ ہوتی ہیں۔ اس چوکور ڈبے کو System Tray کہتے ہیں۔ اور جس ربن کے اوپر یہ سب کچھ بنا ہوا ہے اسے Task Bar کہتے ہیں۔ لو جی Windows نے Startup Sound بھی سنا دی۔ Startup Sound وہ آواز ہوتی ہے جو Windows کے Start ہونے پر سپیکرز میں سے سنائی دیتی ہے یہ ہم اپنی مرضی کی سیٹ کر سکتے ہیں۔ مثلاً اپنی آواز ریکارڈ کر کے بھی اور پہلے سے ریکارڈ شدہ آواز بھی، کوئی میوزک بھی ہو سکتا ہے اور نظم بھی۔ خیر اب ہمیں سکرین کے بائیں جانب اوپر کی طرف کچھ چھوٹی چھوٹی اور مختلف تصویروں کی شکلیں بنی ہوئی نظر آ رہی ہے اور ان کے نیچے کچھ لکھا ہوا بھی ہے۔ ان میں ہر ایک تصویر ایک الگ پروگرام ہے اور ہر ایک تصویر اس پروگرام کے بارے میں بتاتی ہے کہ یہ کس قسم کا پروگرام ہے۔ ان تصویروں کو Icons کہتے ہیں۔ مانیٹر کی سکرین کا وہ حصہ جس پر یہ Icons پڑے ہیں اور باقی حصہ بھی جو خالی پڑا ہے اسے Windows کا Desktop کہتے ہیں۔ جس طرح آپ کسی ڈیسک پر کام کرتے ہیں اور اس پر مختلف چیزیں پڑی ہوتی ہیں بالکل اُسی طرح...... آپ اس Desktop پر اپنی مرضی کی تصویر وغیرہ بھی ٹانگ سکتے ہیں میرا مطلب ہے سیٹ کر سکتے ہیں اسے Wallpaper کہتے ہیں۔ یہ Wallpaper آپ کا کمپیوٹر ہی کے ذریعے بنایا ہوا کوئی ڈیزائن بھی ہو سکتا ہے اور آپ کی کوئی پسندیدہ تصویر بھی جو آپ کی اپنی ہو یا بازار سے (خریدی گئی سی ڈی روم میں سے) حاصل کی گئی ہو یا انٹرنیٹ سے۔ اسی طرح آپ اپنی پسندیدہ انٹرنیٹ کی کوئی سائیٹ بھی اس Desktop پر Wallpaper کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ Wallpaper استعمال ہی نہیں کرنا چاہتے تو آپ Desktop کا رنگ اپنی مرضی کا رکھ سکتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ کالا ہی رہے۔

عابد جیولرز

مین بازار ڈسکہ

فینسی زیورات کا مرکز۔ ہمارے ہاں انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق بغیر ٹانکے کے زیورات تیار کئے جاتے ہیں۔ اور واپسی پر کاٹ بھی نہیں لی جاتی۔

پروپرائٹر

انشاءاللہ خان صراف، برہان احمد خالد

(بانی محمد ابراہیم عابد صراف مرحوم)

فون دوکان: 3871۔ رہائش 612571

زاھد جیولرز

نیو صرافہ مارکیٹ ڈسکہ

سونے چاندی کے حسین زیورات کا مرکز

پروپرائٹر: زاہد احمد

فون 3990

☆☆☆

شاھد جیولرز

مین بازار ڈسکہ

پروپرائٹر: شاہد احمد صراف

فون گھر 3026۔ دوکان 3126

گاڑیوں کی خرید و فروخت کا

بااعتماد ادارہ

محمود موٹرز

لیاقت شہید روڈ بھلوال (سرگودھا)

چوہدری آصف محمود وڑائچ

چوہدری عابد محمود وڑائچ

فون: 0455-42990-44999

0303-7632978

کنگ مارٹ

ڈیپارٹمنٹل سٹور

مین بازار بھلوال

چوہدری آصف محمود وڑائچ

چوہدری عابد محمود وڑائچ

فون: 0455-42990-44999

0303-7632978

☆☆☆
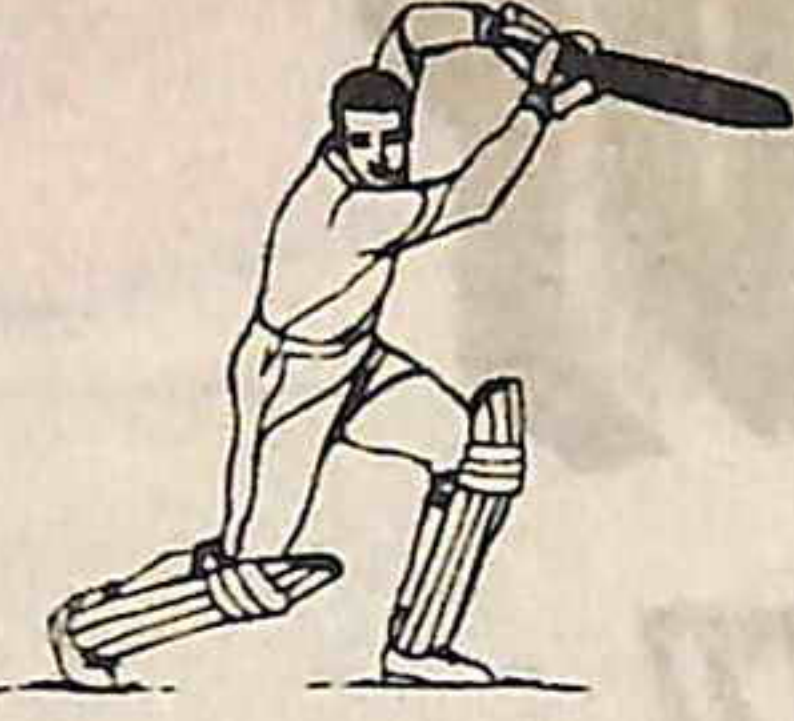
آٹو پارٹس کی دنیا میں با اعتماد نام
ہرکولیس
HERCULES
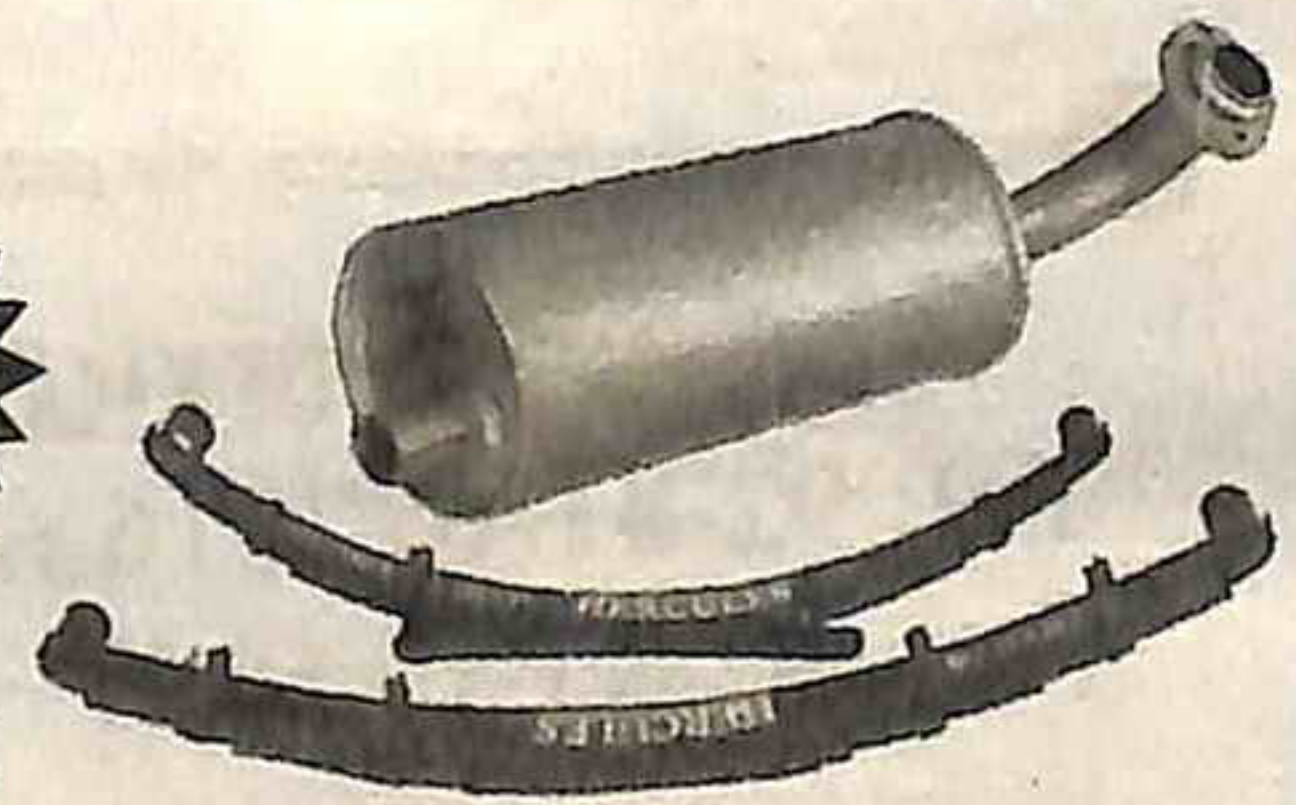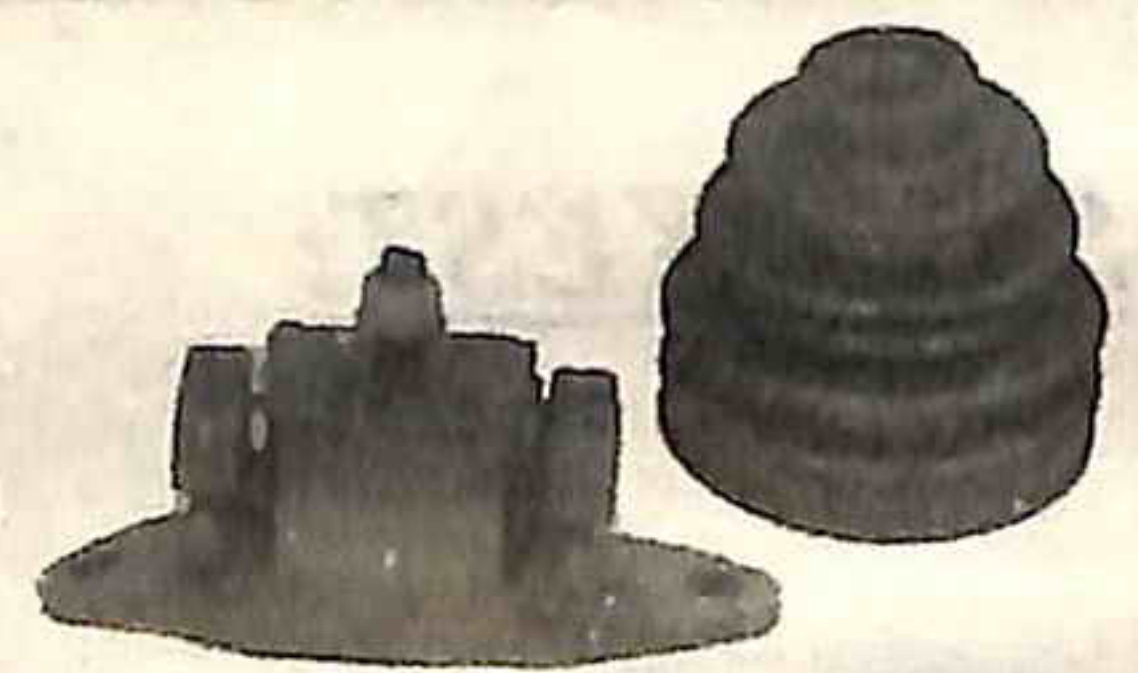
گلی نمبر 5 نزد الفرخ مارکیٹ - کوٹ شہاب الدین - جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور Ph: 042-7932514-5-6
Fax: 042-7932517 E-mail: mianbhai2001@yahoo.co.uk

ضلع لاہور کے ایک خادم کی طرف سے پیش کئے گئے دوخوبصورت ماڈلز

نمائش گاہ کی تصویری جھلکیاں
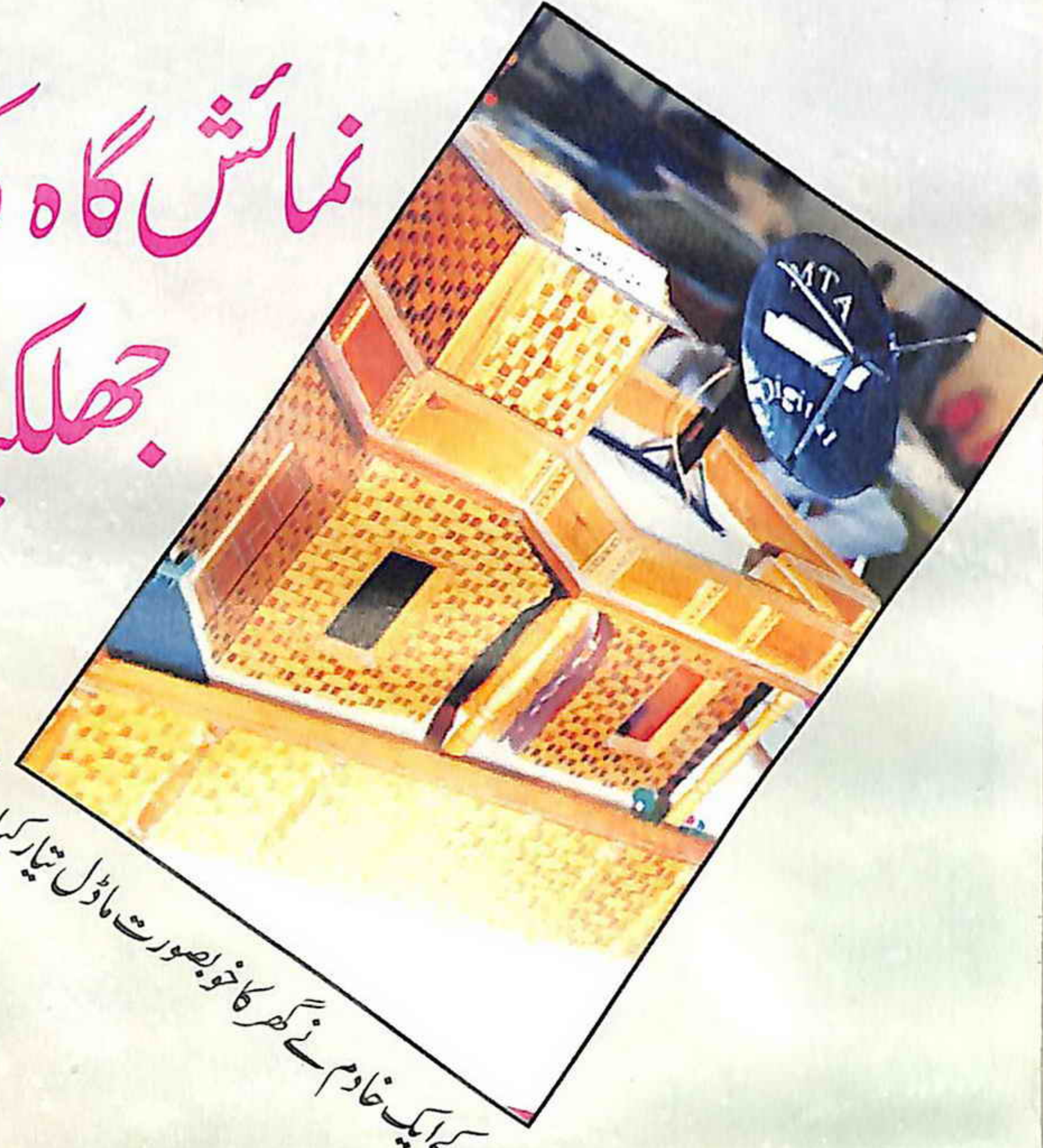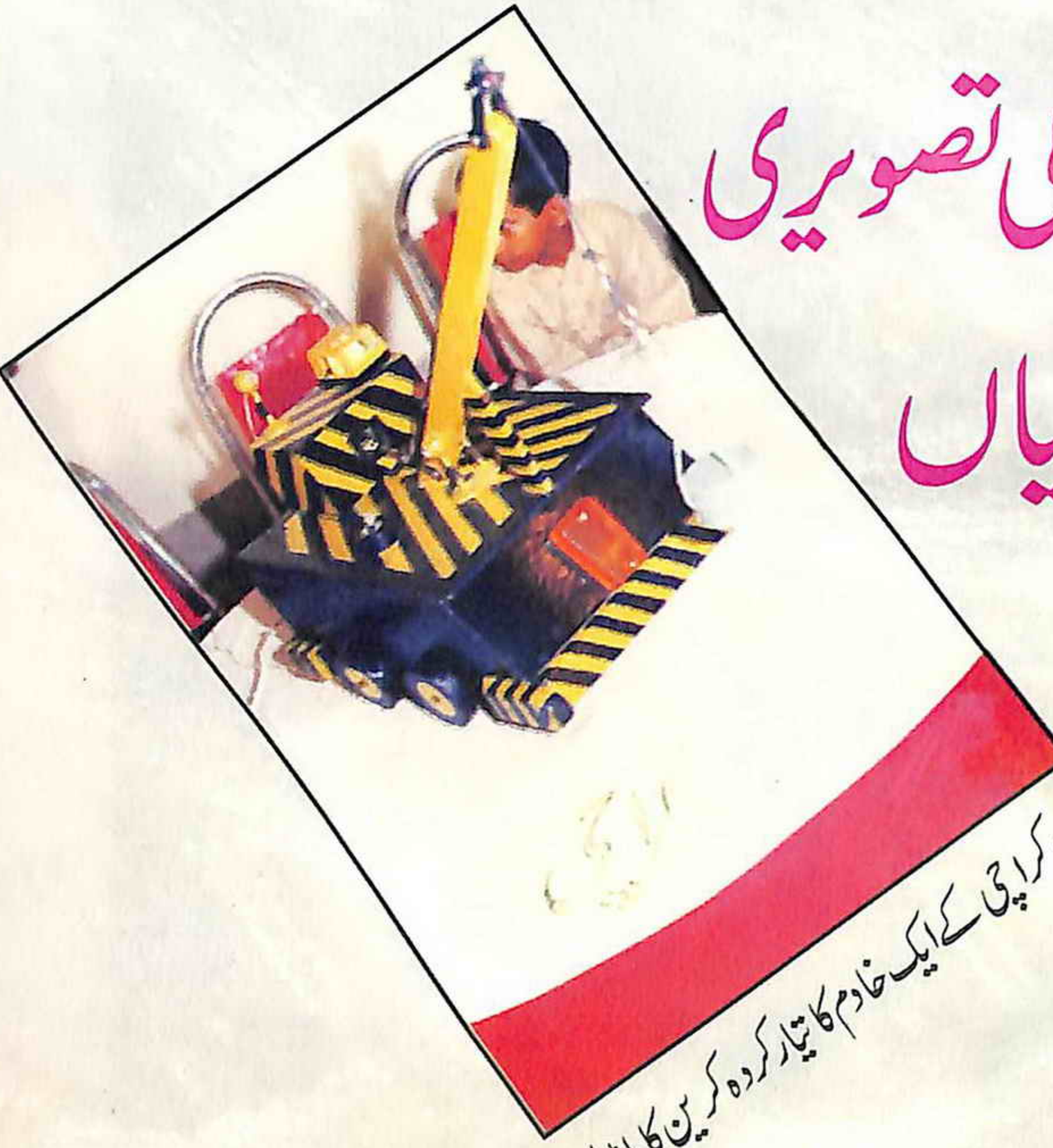
کوئٹہ کے ایک خادم نے گھر کا خوبصورت ماڈل تیار کیا

کراچی کے ایک خادم کا تیار کردہ کرین کا ماڈل

ضلع نارووال کی طرف سے آمدہ دیدہ زیب ماڈل

ہال کا ایک منظر

Monthly

KHALID

C. Nagar

Editor:
IsfandYar Muneeb

October 2001
Regd. CPL # 139